عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۷ تا ۱۳/ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ تا ۹/ اکتوبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۱۹

قیمت ۷ روپے

واقعہ معراج

فکر انسانی کے لئے ایک نیا موڑ

ختم نبوت

علم و عقل کی روشنی میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

انٹرنیٹ کے ذریعے تحریف قرآن

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

تہتر فرقوں میں سے کون سا فرقہ حق پر ہے؟

س:...... "موت کا منظر" اور "مرنے کے بعد کیا ہوگا؟" نامی کتاب میں بہ عنوان "امت محمدیہ یہود ونصاریٰ اور فارس وروم کا اتباع کرے گی" کی تفصیل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پڑھا، جس میں آپ نے فرمایا: "بلاشبہ بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) مذہبی فرقے ہوگئے تھے اور میری امت کے تہتر (۷۳) مذہبی فرقے ہوں گے جو ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ (جنتی) کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: "(جو اس طریقہ پر ہوگا) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔" میرا تعلق مسلک اہل سنت والجماعت سے ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دور حاضر میں کون سا مذہبی فرقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صحیح ہے؟

ج:...... اس سوال کا جواب تو خود اسی حدیث میں موجود ہے یعنی "ما انا علیہ و اصحابی"۔ پس یہ دیکھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے طریقہ پر کون ہے؟

بہتر (۷۲) ناری فرقوں کے نیک اعمال کا انجام:

س:...... کئی علماء سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: قیامت تک مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے، جن میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا، جبکہ باقی فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے تو اس حدیث کے متعلق مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب جبکہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے تقریباً ہر ملک میں مسلمانوں کے کئی فرقے بن گئے ہیں اور نہ جانے اور کتنے فرقے ابھی بنیں گے، تو کیا ان سب فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا؟ نیز اس ایک فرقے کے علاوہ دیگر فرقے جو نیک کام کرتے ہیں، کیا ان فرقوں سے تعلق رکھنے والوں کو ان کے نیک کاموں کا اجر ملے گا؟ اگر ایک کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے تو وہ دوزخ سے کبھی نکل بھی سکیں گے یا نہیں؟

ج:...... آپ نے جو حدیث نقل کی ہے وہ صحیح ہے اور متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے، اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے چند امور کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

اول:...... جس طرح آدمی غلط اعمال (زنا، چوری وغیرہ) کی وجہ سے دوزخ کا مستحق بنتا ہے، اسی طرح غلط عقائد ونظریات کی وجہ سے دوزخ کا مستحق بھی بنتا ہے۔ اس حدیث میں ایک فرقہ ناجیہ کا ذکر ہے جو صحیح عقائد ونظریات کی وجہ سے جنت کا مستحق ہے، اور ۷۲ دوزخی فرقوں کا ذکر ہے، جو غلط عقائد ونظریات رکھنے کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

دوم:...... کفر وشرک کی سزا تو دائمی جہنم ہے، کافر ومشرک کی بخشش نہیں ہوگی، اور جو کفر وشرک سے کم درجے کے جتنے گناہ ہیں، خواہ ان کا تعلق عقیدہ ونظریہ سے ہو یا اعمال سے، ان کی سزا دائمی جہنم نہیں بلکہ کسی نہ کسی وقت ان کی بخشش ہوجائے گی، خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے یا کسی کی شفاعت سے بغیر سزا کے انہیں معاف فرمادیں، یا کچھ سزا بھگتنے کے بعد ان کی معافی ہوجائے۔

سوم:...... غلط نظریات وعقائد کو بدعات و اہواء کہا جاتا ہے، اور ان کی دو قسمیں ہیں، بعض تو حد کفر کو پہنچتی ہیں۔ جو لوگ ایسی بدعات کفریہ میں مبتلا ہوں وہ تو کفار کے زمرہ میں شامل ہیں، اور بخشش سے محروم، اور بعض بدعات حد کفر کو نہیں پہنچتیں، جو لوگ اس دوسری قسم کی بدعات میں مبتلا ہوں، وہ گناہگار مسلمان ہیں، اور ان کا حکم وہی ہے جو گناہ گاروں کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، خواہ اپنی رحمت سے یا کسی کی شفاعت سے بغیر سزا کے انہیں معاف فرمادیں یا سزا کے بعد ان کی بخشش ہوجائے۔

ان تینوں مقدمات کو سامنے رکھتے ہوئے ان ۷۲ فرقوں میں سے ہر ایک کے ناری ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ جو فرقے بدعات کفریہ میں مبتلا ہوں ان کے لئے دائمی جہنم ہے، اور ان کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں، اور جو فرقے ایسی بدعات میں مبتلا ہوں گے جو کفر تو نہیں مگر فسق اور گناہ ہیں، ان کے نیک اعمال پر ان کو اجر بھی ملے گا، اور فرقہ ناجیہ کے جو افراد عملی گناہوں میں مبتلا ہوں گے، ان کے ساتھ ان کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا، خواہ شروع ہی سے رحمت کا معاملہ ہو یا بدعملیوں کی سزا کے بعد رہائی ہوجائے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۲ شمارہ: ۱۹: ۱۳۴۷ / شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ تا ۹ / اکتوبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اظہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ترتیب: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
ختم نبوت، علم و عقل کی روشنی میں (فریدالدین مسعود)	6
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری)	8
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ (مولانا اشفاق علی حقانی)	14
پاکستان کا مستقبل: چند مشورے (قدرت اللہ شہاب)	17
انٹرنیٹ کے ذریعے تحریف قرآن (ڈاکٹر دین محمد فریدی)	21
واقعہ معراج (ابو شفقت قریشی سہام)	23

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۴۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۳۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 یا اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک، ... برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ممتاز قادیانی دانشور کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں آپ اہم قادیانی رہنما شیخ راحیل احمد کے اپنے اہل خانہ سمیت قبول اسلام کی خبر پڑھ چکے ہیں۔ حال ہی میں قادیانی جماعت کے ممتاز دانشور اور شاعر مظفر احمد مظفر نے بھی جرمنی میں اپنے اہل خانہ سمیت اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہم اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے قبول اسلام پر انہیں اور ان کے اہل خانہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دین پر استقامت کیلئے خصوصی دعا کرتے ہیں۔ اس سے قبل آپ متعدد شماروں میں ان گنت قادیانیوں کے اسلام قبول کرنے کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی خود بھی اپنے مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں جیسا کہ شیخ راحیل احمد اور مظفر احمد مظفر نے خود اس کا اعتراف کیا ہے۔ ان حضرات کا یہ کہنا کہ وہ گزشتہ کئی سالوں کے مطالعہ اور غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قادیانی جماعت کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ مذہب کے نام پر پیسے بٹورنے والا ادارہ ہے' یہ ثابت کرتا ہے کہ سنجیدہ فکر کے حامی قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کے مطالعے کی وجہ سے قادیانیت سے متنفر ہو رہے ہیں اور ان کے ذہن اب قادیانیت کو بحیثیت مذہب قبول کرنے کے لئے تیار نہیں' اور وہ اس حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں کہ قادیانیت' اسلام نہیں ہے اور نہ ہی قادیانی' مسلمان ہیں بلکہ قادیانی گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو معاشی فوائد دلانے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذی عقل حضرات کی سمجھ میں آتی جارہی ہے کہ قادیانی بنیادی طور پر اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں اور موجودہ دور میں اسلام کو نقصان پہنچانے والے عناصر میں سے ایک اہم عنصر قادیانی ہی ہیں۔ قادیانی بجا طور پر یہ بات سمجھ رہے ہیں کہ قادیانیت ایک استحصالی نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ راحیل احمد اور مظفر احمد مظفر ایک طویل عرصہ تک قادیانی جماعت میں مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ان کے سامنے بعض ایسی باتیں آئی ہیں جن کی وجہ سے وہ قادیانی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ وہ اسلام کے نام پر قائم کئے گئے استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آجائیں۔ کرپشن اس وقت قادیانی جماعت میں ایڈز کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے اور شاید ہی کوئی قادیانی ہو جو اس کے وائرس سے بچا ہوا ہو۔ ان باتوں کو دیکھ کر عام مسلمان تو کجا دیگر غیر مسلم افراد بھی قادیانیوں سے گھن محسوس کرنے لگے ہیں۔ قادیانی مذہب کی جڑیں اب کھوکھلی ہو چکی ہیں اور بڑی تعداد میں اہم قادیانی رہنما اسلام قبول کر کے مسلمان ہو رہے ہیں۔ قادیانی قیادت اگر ضد اور ہٹ دھرمی کا راستہ چھوڑ دے تو اب بھی اسلام کے دروازے اس پر کھلے ہیں۔ مظفر احمد مظفر کی پیروی اور دین حق کو قبول کرنا ان پر دارین کی فلاح وکامیابی کے دروازے کھول سکتا ہے۔ شیخ راحیل احمد کے بعد مظفر احمد مظفر کا قبول اسلام حق وصداقت کی ایک اور فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان فتوحات کا سلسلہ انشاء اللہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا میں اسلام غالب نہیں ہو جاتا اور اس دھرتی پر موجود ہر ایک فرد بشر مسلمان نہیں ہو جاتا۔

حساس عہدوں پر قادیانیوں کی تعیناتی

ملک میں حساس عہدوں پر فائز قادیانیوں نے ملک کو ہر حوالے سے انتہائی شدید نقصان پہنچایا ہے لیکن نامعلوم وجوہات کی بنیاد پر انہیں ہمیشہ نوازنے کی روش اپنائی گئی ہے۔ حال ہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک کی مذہبی سیاسی قوت کے قائد علامہ شاہ احمد نورانی سے جب چناب نگر کانفرنس میں شرکت کیلئے رابطہ کیا تھا تو موصوف نے اس موقع پر قادیانیوں کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ حسب ذیل اخباری بیان سے واضح ہے:

"حساس عہدوں پر قادیانیوں کی تعیناتی ملک دشمنی کے مترادف ہے

پی آئی اے میں موجود قادیانی افسران قومی ایئرلائن کو تباہ کر رہے ہیں

سی بی آر اور انٹیلی جنس میں تعینات قادیانی افسران مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی مفتی محمد جمیل خان سے بات چیت

کراچی (نمائندہ خصوصی) حساس عہدوں پر قادیانیوں کی تقرری ملک دشمنی کے مترادف ہے اور اس سے استحکام پاکستان کو خطرات لاحق ہیں۔ پی آئی اے میں موجود قادیانی افسران قومی ایئرلائین کو تباہ کرنے کے لئے سازشوں میں مصروف ہیں۔ سی بی آر کے چیئرمین کے عہدہ پر ایک قادیانی کی تقرری سے ملکی مفادات کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے جبکہ انٹیلی جنس بیورو سندھ کے سربراہ اور اس شعبہ کے مختلف افسران مجاہدین اور علمائے کرام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور جھوٹی اطلاعات کے ذریعہ ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرا کر انہیں گرفتار کرانے کا باعث بن رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی نے مفتی محمد جمیل خان سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ مفتی محمد جمیل خان نے ۲۶/ اکتوبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ۲۲ویں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی کو بتایا کہ پی آئی اے میں وی آئی پی فلائٹ میں تقرری سے لے کر مختلف ممالک جانے والی فلائٹوں میں قادیانی پائلٹوں کی تقرری اور مختلف شعبوں میں قادیانی افسران کی من مانی کی وجہ سے مسلمان افسران کی نوکریوں کو خطرات کے ساتھ ساتھ ایئرلائن کو بھی بہت زیادہ نقصانات پہنچنے کے امکانات ہیں جبکہ سی بی آر کے چیئرمین کے قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمان تاجر برادری کے سروں پر تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ ادھر انٹیلی جنس بیورو سندھ کے سربراہ کے قادیانی ہونے کی وجہ سے آئے دن مدارس، مساجد کے خلاف غلط اطلاعات فراہم کر کے چھاپے مارے جا رہے ہیں اور اس میں فوج کو ملوث کر کے فوج اور مسلمانوں کو لڑانے کی سازش کے ساتھ ساتھ فوج کے امیج کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا ہمیشہ سے مطالبہ ہے کہ کلیدی آسامیوں پر قادیانیوں کی تقرری ملکی استحکام کے منافی ہے۔ قادیانیوں کو ان عہدوں سے فی الفور الگ کیا جائے اور سابقہ طریقہ کے مطابق حساس عہدوں پر مخلص مسلمان اور محب وطن اور دیانت دار افسران کا تقرر کیا جائے۔"

حال ہی میں پی آئی اے سے خورشید انور کی علیحدگی کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ ملک کے تمام اہم شعبوں بالخصوص دفاع، خزانہ، داخلہ اور خارجہ سے قادیانیوں کا ہر قسم کا عمل دخل ختم کرنا وقت کا تقاضا اور عین دانشمندی ہے اور اس سے گریز کرنا اسلام اور ملک کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام اور عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے حوالے سے کئے گئے تمام مطالبات کو پورا کیا جائے اور کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو فی الفور فارغ کر کے ملک کو ان کی سازشوں کا نشانہ بننے سے بچایا جائے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جا چکا ہے۔

نیا سالانہ زر تعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوت

علم و عقل کی روشنی میں

فریدالدین مسعود

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم' سنت متواترہ' اجماع امت اولین و آخرین اور قیاس چاروں دلائل کی رُو سے ایک طے شدہ امر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ رب العلمین ہیں۔ رب کے معنی یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کے مناسب ترتیب دے کر تدریجاً کمال تک پہنچانے والا۔ اسی ربوبیت کا تقاضا تھا کہ انسان کے مادی ارتقاء کو حد تکمیل تک پہنچانے کے لئے سارے مادی اسباب کا انتظام فرمایا گیا۔ پس رب العلمین کی حکمت بالغہ سے یہ کیونکر متصور ہوسکتا ہے کہ وہ انسان کی روحانیت کی تکمیل کا بندوبست اور اس کا مکمل انتظام نہ فرمائے۔

روح عالم امر کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر و تذکیر ہی سے اس کی تسکین ہوتی ہے۔ خدائے رحیم وکریم نے بے پناہ ربوبی شفقت ہی کی بنا پر مادی ارتقاء کے اسباب مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی ابتدائی آفرینش ہی سے انسانیت و روحانیت کی تربیت وترقی کے لئے وحی اور نبوت کا سنہری سلسلہ جاری فرمایا اور بتدریج اس کو تکمیل تک پہنچایا۔

انسان اس انسانیت کے ارتقاء کی راہ میں بالکل اس قافلہ کی مانند ہے جو ایک متعین منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ لیکن اس منزل تک پہنچنے کے راستے سے وہ آگاہ نہیں۔ کوئی واقف راہ' شفیق رہنما اس کو راہ کی کچھ نشانیاں بتا دیتا ہے اور وہ قافلہ اس کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق کچھ راستہ طے کر لیتا ہے۔ لیکن اب اس قافلہ کو پھر کسی رہنما کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ اس کی بتائی ہوئی علامات کے مطابق مزید کچھ اور فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ اس طرح منزل کی طرف بڑھنے کی صلاحیت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

بالآخر اسے ایک ایسا شخص مل جاتا ہے جو اسے راہ سفر کا ایک مکمل نقشہ دے دیتا ہے اور قافلہ اس نقشے کے حاصل کرنے کے بعد کسی نئے رہبر کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں انسان اور معاشرہ کا ارتقاء کوئی اندھا دھند عمل میں آنے والی حرکت نہیں' بلکہ یہ ایک باہدف عمل ہے' اور اس کی ایک ہی راہ ہے' جسے صراط مستقیم کہا گیا ہے۔ اس عمل کا نقطۂ آغاز اور راہ سفر اور منزل مقصود سب متعین اور مشخص ہے۔

سنت الٰہی کے مطابق نبوت اور وحی کی یہ راہ بتدریج کمال تک پہنچی ہے جیسا کہ ایک عمارت مکمل ہوتی ہے۔ عمارت کی تعمیر کا ہدف اس کے ستون اور دیواریں ہیں۔ ان سے ایک مکمل مکان ہوتا ہے۔ نبوت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ نبوت مصطفوی اس کی کامل صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ ختم ومکمل ہو جانے کے بعد وہ مزید کسی اضافے کو قبول نہیں کرتا' کیونکہ تکمیل کے بعد کوئی اضافہ کمال کے منافی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث میں اس جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت ایک مکان کی مانند ہے' لیکن اس کے مکمل ہونے میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی' میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

یہ تکمیل انسانی ارتقاء کا ایک امر فطری

ہے۔ ایک انعام خداوندی و موہبت الٰہی کی حیثیت سے قرآن اسی اتمام کا اعلان کرتا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

(المائدہ)

عقیدہ ختم نبوت کا انکار دراصل انسان اور انسانیت کی فطری تکمیل اور ایک نعمتِ الٰہی کی بغاوت ہے۔

دوسرے نبی کی ضرورت عقلاً کئی وجوہ سے ہوتی ہے اور ماضی کی تاریخ بھی اس پر شاہد ہے۔

(۱) کسی کی نبوت وقتی ہو‘ پس وہ وقت گزر جانے پر دوسرے کسی نبی کی ضرورت ہو۔

(۲) کسی کی نبوت خاص کوئی علاقے کے لئے محدود ہو‘ پس اس محدود علاقہ کے باہر کے لئے دوسرے کسی نبی کی ضرورت ہو۔

(۳) یا تو کوئی نبی اپنی حمایت تائید میں دوسرے کسی نبی کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو مانگ لیا تھا۔

(۴) یا تو نبی کی تعلیمات محفوظ نہ ہوں‘ تحریف کا شکار ہو گئی ہوں۔

(۵) یا تو دین و شریعت کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔

ان تمام وجوہ سے اگر ہم نظر کریں تو دیکھتے ہیں کہ نیا نبی‘ ظلی ہو یا اصلی‘ اب اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی‘ کیونکہ آپ کی نبوت کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لایعلمون۔"

ایسا ہی آپ نے اپنی تائید کے لئے کسی کو رب العزت سے طلب بھی نہیں کیا۔ اس کے برخلاف قرآن کریم میں صاف اعلان ہوتا ہے:

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھی من وعن محفوظ ہیں۔ لفظاً بھی‘ معنیً بھی‘ ارشاد ہوتا ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔"

ساتھ ساتھ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل واتمام کا بھی واضح طور پر اعلان کر دیا گیا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

(المائدہ)

ختم نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا طرۂ امتیاز اور خاصہ لازمہ ہے‘ اور اس صفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کو ذات وصفات میں لاشریک ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ کو معبود والٰہ ماننا مگر الٰہ واحد اور اکیلا نہ ماننا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو مانتا ہے مگر آخری نبی ورسول نہیں مانتا تو یہ ماننا بھی حقیقتاً نہ ماننے کے مترادف ہے۔

شاید یہ بھی ایک حکمت ہو کہ کلمۂ شہادت میں اللہ رب العزت کی الوہیت کی توحید کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت بھی لی گئی ہے اور یہ گویا کہ اس بات کی وضاحت ہے کہ ایمان کے لئے اللہ کو ماننے میں جیسا کہ موحد ہونا ضروری ہے۔ ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین والانبیاء یقین کرنے میں بھی موحد ہونا ضروری ہے۔ یہی عقیدہ اسلام کے لئے حد فاصل ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا:

"یہ عقیدہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں‘ تنہا وہ عامل ہے جو اسلام اور ان کے ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط کھینچتا ہے جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں‘ لیکن وحی نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان میں "برہموسماج" یہی وہ چیز ہے‘ جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخل اسلام یا خارج اسلام ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ میں تاریخ میں کسی ایسے مسلمان گروہ کا نام نہیں جانتا‘ جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرأت کی ہو۔"

اور یہی حکمت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے

باقی صفحہ 24 پر

امتِ مسلمہ کی مائیں

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی ہیں جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی والدہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی نانی تھیں۔ ان کے والد کا نام خویلد' دادا کا نام اسد اور والدہ کا نام فاطمہ اور نانی کا نام زائدہ تھا۔ نسباً قریشیہ تھیں' چالیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی اس وقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال تھی۔ (از استیعاب واصابہ)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے یکے بعد دیگرے دو شوہروں سے نکاح کر چکی تھیں اور ہر ایک سے اولاد بھی ہوئی تھی' ایک شوہر ابو ہالہ اور دوسرے عتیق بن عائذ تھے۔ اس میں سیرت نگاروں کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں اول کون تھے اور دوم کون؟ صاحب استیعاب اس اختلاف کو نقل کرنے کے بعد ابو ہالہ کو اول اور عتیق کو دوم قرار دینے کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حرم نبوت میں کیونکر آئیں:

جب حضرت خدیجہؓ کے دونوں شوہر یکے بعد دیگرے فوت ہوگئے تو ان کی شرافت اور مالداری کی وجہ سے مکہ کا ہر شریف اس کا متمنی ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد کرے' لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کو اشرف الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر فلاح میں آنا نصیب ہوا اور ام المومنین کے مکرم لقب سے نوازی گئیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب پچیسویں برس کو پہنچی تو آپ کے چچا ابو طالب نے کہا کہ میں مالدار آدمی نہیں ہوں جو میں تم کو مال دے کر تجارت کراؤں اور چونکہ یہ دن سختی سے گزر رہے ہیں' اس لئے کسب معاش میں لگنے کی ضرورت ہے' لہٰذا تم ایسا کرو کہ جس طرح تمہاری قوم کے دوسرے لوگ خدیجہ کا مال شام لے جا کر بیچتے ہیں اور اس میں نفع کماتے ہیں' اسی طرح تم بھی ان کا مال شام لے جا کر فروخت کر کے نفع حاصل کرو۔

جب حضرت خدیجہؓ کو اس کی خبر لگی کہ محمد بن عبداللہ الامین کو ان کے چچا میرا مال شام لے جا کر فروخت کرنے کو فرما رہے ہیں تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت داری اور معاملہ کی راست بازی کی وجہ سے خود ہی آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال شام لے جائیں' دوسروں کو جو نفع دیتی ہوں آپ کو اس سے دگنا نفع دوں گی۔ چنانچہ آپؐ نے منظور فرمایا اور اسباب تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا ایک غلام بھی آپؐ کے ساتھ کر دیا تھا جس کا نام میسرہ تھا۔ آپؐ نے نہایت دانش مندی سے حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت کی' جس کی وجہ سے ان کو گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال بہت زیادہ نفع ہوا۔

راستہ میں میسرہ نے آپؐ کی بہت باتیں دیکھیں جو عام آدمیوں کی نہیں ہوتی ہیں جن کو عربی میں خوارق العادۃ کہتے ہیں اور یہ بات بھی پیش آئی کہ جب آپ نے شام کے سفر میں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا' تو وہاں ایک راہب بھی موجود تھا اس نے میسرہ سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ میسرہ نے کہا کہ یہ مکہ کے باشندہ ہیں اور قریشی نوجوان ہیں۔ راہب نے کہا کہ یہ نبی ہوں گے' جس کی وجہ یہ تھی کہ اس راہب نے آپ کے اندر نبی آخر الزماں کی وہ علامات دیکھ لی تھیں جو سابقہ کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں۔

شام سے واپس ہو کر جب مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو دوپہر کا وقت تھا اس وقت حضرت خدیجہؓ اپنے بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں' ان کی نظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیکھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں' اس کے علاوہ انہوں نے اپنے غلام میسرہ سے بھی (اسی قسم کے) عجیب عجیب حالات سنے اور راہب کا یہ کہنا بھی میسرہ نے سنا دیا کہ یہ نبی آخر الزماں ہوں گے لہٰذا حضرت خدیجہؓ نے خود ہی نکاح کا پیغام آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یعلیٰ بن امیہ کی بہن نفیسہ نامی پیغام لے کر گئیں' چنانچہ آپ نے منظور فرمایا اور آپ کے چچا حضرت حمزہؓ اور ابو طالب نے بھی بخوشی اس کو پسند کیا۔

نکاح کے لئے حضرت حمزہؓ اور ابو طالب اور خاندان کے دیگر اکابر حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے اور نکاح ہوا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کے والد زندہ نہ تھے وہ پہلے ہی مر چکے تھے' ہاں اس نکاح میں ان کے چچا عمرو بن اسد شریک تھے اور ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ نے اپنے خاندان کے دیگر اکابر کو بھی بلایا تھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ درہم مہر مقرر ہوا اور حضرت خدیجہؓ ام المومنین کے مشرف خطاب سے ممتاز ہوئیں۔ (الاصابہ' اسد الغابہ وغیرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مکہ والوں کی عورتیں ایک خوشی کے موقع پر جمع ہوئیں۔ ان میں حضرت خدیجہؓ بھی موجود تھیں۔ اچانک وہیں ایک شخص ظاہر ہو گیا جس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ہوگا جسے احمد کہیں گے' تم میں سے جو عورت ان سے نکاح کر سکے ضرور کر لے۔ یہ بات سن کر دوسری عورتوں نے بھول بھلیوں میں ڈال دی اور حضرت خدیجہؓ نے گرہ باندھ لی اور اس پر عمل کر کے کامیاب ہو گئیں۔ (الاصابہ)

حضرت خدیجہؓ کا سب سے پہلے اسلام لانا اور اسلام کے فروغ میں پوری طرح حصہ لینا:

حضرت خدیجہؓ کو یہ منقبت حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام تمام انسانوں سے پہلے انہوں نے قبول کی۔ ان سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا نہ عورت' نہ بوڑھا' نہ بچہ' صاحب مشکوٰۃ الاکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں:

"تمام انسانوں سے پہلے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں' تمام مردوں سے بھی اور تمام عورتوں سے بھی پہلے۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ البدایہ میں محمد بن کعب سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امت میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا اور مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔"

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"وہ مجھ پر ایمان لائیں جب لوگ میری رسالت کے منکر تھے اور انہوں نے میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور انہوں نے اپنے مال سے میری ہمدردی کی جبکہ لوگوں نے مجھے اپنے مالوں سے محروم کیا اور ان سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اولاد نصیب فرمائی جبکہ دوسری عورتیں مجھ سے نکاح کر کے اپنی اولاد کا باپ بنانا گوارہ نہیں کرتی تھیں۔" (البدایہ والنہایہ)

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا بہت بڑا حصہ ہے' نبوت سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادت کرنے کے لئے غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت خدیجہؓ آپ کے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کر کے دے دیا کرتی تھیں۔ آپ حرا میں کئی کئی راتیں رہتے تھے' جب خورد و نوش کا سامان ختم ہو جاتا تو آپ تشریف لاتے اور سامان لے کر واپس چلے جاتے تھے' ایک دن حسب معمول آپ حرا میں مشغول عبادت تھے کہ فرشتہ آیا اور اس نے کہا "اقرأ" یعنی پڑھئے' آپ نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے بھینچ کر چھوڑ دیا اور پھر کہا: "اقرأ" (پڑھئے) آپ نے وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے دوبارہ آپ کو اپنے سے چمٹا کر خوب زور سے دبا کر چھوڑ دیا اور پھر پڑھنے کو کہا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے پھر تیسری مرتبہ آپ کو پکڑ کر اپنے سے چمٹایا اور خوب زور سے دبا کر آپ کو چھوڑ دیا اور خود پڑھنے لگا:

"اقرأ باسم ربک الذی خلق' خلق الانسان من علق' اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔"

یہ آیات سن کر آپ نے یاد فرما لیں اور ڈرتے ہوئے گھر تشریف لائے' حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: "زملونی' زملونی" (مجھے کپڑا اڑھادو' مجھے کپڑا اڑھادو)۔

انہوں نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا اور کچھ دیر بعد وہ خوف کی طبعی کیفیت جاتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجہؓ کو اپنا سارا واقعہ سنا کر فرمایا: مجھے اپنی

جان کا خوف ہے۔

عورتیں کچی طبیعت کی ہوتی ہیں اور مرد کو گھبرایا ہوا دیکھ کر اس سے زیادہ گھبرا جاتی ہیں' لیکن حضرت خدیجہؓ ذرا نہ گھبرائیں اور تسلی دیتے ہوئے خوب جم کر فرمایا:

"خدا کی قسم! ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ آپ کی جان کو مصیبت میں ڈال کر آپ کو رسوا کرے۔ آپ کی صفات بڑی اچھی ہیں' ایسی صفات والا رسوا نہیں کیا جاتا' آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مہمان نوازی آپ کی خاص صفت ہے۔ آپ بے بس و بے کس آدمی کا خرچ برداشت کرتے ہیں اور عاجز محتاج کی مدد کرتے ہیں اور مصائب کے وقت حق کی مدد کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' اور ان سے کہا کہ اے بھائی! سنو یہ کیا کہتے ہیں؟ ورقہ بن نوفل بوڑھے آدمی تھے بینائی جاتی رہی تھی۔ عیسائیت اختیار کئے ہوئے تھے' انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے ان کو اپنی پوری کیفیت سے آگاہ فرمایا تو انہوں نے کہا:

"یہ تو وہی رازدار فرشتہ جبریل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا' کاش! میں اس وقت نوجوان ہوتا جب آپ کی دعوت دین کا ظہور ہوگا' کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا' جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔"

(بخاری شریف)

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ میں بحوالہ بیہقی یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں یہ بھی عرض کیا کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ جب فرشتہ آپؐ کے پاس آوے تو آپ مجھے اطلاع فرمادیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہوسکتا ہے' عرض کیا کہ اب آئے تو بتلائیے گا' چنانچہ جب حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: اے خدیجہ یہ ہیں جبریلؑ۔ انہوں نے عرض کیا: اس وقت آپ کو نظر آرہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا۔ آپ اٹھ کر میری داہنی طرف بیٹھ جائیں' چنانچہ آپؐ نے منظور فرمالیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر ان کی داہنی طرف بیٹھ گئے' حضرت خدیجہؓ نے پوچھا اس وقت بھی آپ کو جبریلؑ نظر آرہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! نظر آرہے ہیں۔ عرض کیا کہ آپؐ میری گود میں بیٹھ جائیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا' جب آپؐ ان کی گود میں بیٹھ گئے تو دریافت کیا کہ کیا اب بھی آپ کو جبریلؑ نظر آرہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! نظر آرہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنا دوپٹہ ہٹا کر سر کھولا اور دریافت کیا کہ کیا آپ کو اب بھی حضرت جبریلؑ نظر آرہے ہیں؟ فرمایا: اب تو نظر نہیں آتے' یہ سن کر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا یقین جانئے یہ فرشتہ ہی ہے' آپ ثابت قدم رہیں اور نبوت کی خوشخبری قبول فرمائیں (اگر یہ شیطان ہوتا تو میرا سر دیکھ کر غائب نہ ہوجاتا' چونکہ فرشتہ ہی ہے اس لئے شرما گیا) اس واقعہ سے حضرت خدیجہؓ کی دانشمندی کا پتہ چلتا ہے۔

نبوت مل جانے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو مشرکین مکہ آپ کے دشمن ہوگئے اور طرح طرح سے آپ کو ستانا شروع کردیا۔ ساری قوم آپ کی دشمن ہوگئی اور عزیز و اقربا بھی مخالف ہوگئے ایسے مصیبت کے زمانے میں آپ کے غمخوار صرف آپ کے چچا ابو طالب اور اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ تھیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ "البدایہ" میں لکھتے ہیں:

"حضرت خدیجہؓ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور رسول اللہ کے دین کی تصدیق کرنے والی تھیں' ان کے اسلام قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مصیبت ہلکی کردی (جس کی تفصیل یہ ہے) کہ جب دعوت اسلام دینے پر آپ کو الٹا جواب دیا جاتا اور آپ کو جھٹلایا جاتا تو اس سے آپ کو رنج پہنچتا۔ حضرت خدیجہؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس رنج کو دور فرمادیتے تھے' جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو وہ آپ کی ہمت مضبوط کردیتی تھیں اور رنج ہلکا کردیتی تھیں۔ آپ کی تصدیق بھی کرتیں اور لوگوں کی مخالفت کو آپ کے سامنے بے جان بنا کر بیان کرتی تھیں۔"

سیرت ابن ہشام میں حضرت خدیجہؓ کے متعلق لکھا ہے:

"وکانت له وزیر صدق علی الاسلام۔"

"حضرت خدیجہؓ اسلام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلص وزیر کی حیثیت رکھتی تھیں۔"

ہر وہ مصیبت جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو

دعوت اسلام میں پیش آتی' حضرت خدیجہؓ پوری طرح اس میں آپ کی شریک غم ہوتیں اور آپ کے ساتھ خود بھی تکلیفیں سہتی تھیں' آپ کی ہمت بندھانے اور بلند ہمتی کے ساتھ ہر آڑے وقت میں آپ کا ساتھ دینے میں ان کو خاص فضیلت حاصل ہے۔

شعب ابی طالب میں رہنا:

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جائے' نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے' نہ ان سے بات کرے' نہ خرید و فروخت کرے' نہ ان کو اپنے گھر آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے' جب تک یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالہ نہ کردیں۔ یہ معاہدہ زبانی باتوں ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ تحریری معاہدہ لکھ کر کعبہ محترم پر لٹکا دیا گیا تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے۔ اس معاہدہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے بنو ہاشم بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب (بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں جو لوگ کافر تھے وہ بھی حمیت قومی کی وجہ سے اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آنحضرت کو قتل کے لئے حوالے کردینے پر آمادہ نہ ہوئے) اور تین سال دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں رہے' ان تین برس میں ان کو فاقوں پر فاقے گزرے' مرد و عورت سب ہی بھوک سے بیتاب ہوکر روتے اور چیختے چلاتے تھے جس کی وجہ سے ان کے والدین کو اور بھی زیادہ دکھ ہوتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور آپ کی اولاد سب ہی اس گھاٹی میں رہے اور دعوت دین کے لئے فاقے جھیلے اور مصیبت کے دن کاٹے۔ آخر تین سال کے بعد معاہدہ والی تحریر کو دیمک کھا گئی تب ان حضرات کو اس گھاٹی سے نکلنا نصیب ہوا۔ (البدایہ وغیرہ)

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہؓ کا مال بھی لگا:

حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری اور دلداری میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور اپنے مال کو بھی اسلام اور داعی اسلام کی ضرورت کے لئے اس طرح پیش کردیا تھا جیسے اس مال میں خود کو ملکیت کا حق ہی نہیں رہا۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب فرمایا ہے:

"ووجدک عائلاً فاغنی".

ترجمہ: "اور تم کو اللہ تعالیٰ نے بے مال پایا پس غنی کردیا۔"

اس تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں:

"ای بمال خدیجة"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت خدیجہؓ کے مال کے ذریعہ غنی کردیا۔

حضرت خدیجہؓ کے پاس جو مال تھا وہ آپ ہی کا سمجھتی تھیں' ان کے مال خرچ کرنے کے احسان کا آپ کے دل پر بہت اثر تھا۔ ایک مرتبہ ان کے اس احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"واعطتنی مالها فانفقته".

ترجمہ: "انہوں (یعنی حضرت خدیجہؓ) نے اپنا مال مجھے دیا جسے میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔"

حضرت زید بن حارثہؓ مکہ میں فروخت کئے جارہے تھے' حضرت خدیجہؓ نے ان کو اپنے مال سے خرید کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کرکے اپنا بیٹا بنالیا تھا' حضرت زیدؓ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے ہیں۔ ان کو غلامی سے چھڑا کر اسلام کے کاموں میں لگادینے کا ذریعہ حضرت خدیجہؓ ہی بنیں۔

نماز پڑھنا:

حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں پنج وقتہ نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں' ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تب یہ نمازیں فرض ہوئیں' البتہ مطلق نماز پڑھنا ضروری تھا' جسے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جب مطلق نماز فرض ہوئی تو حضرت جبرئیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور ایک جگہ اپنی ایڑی ماری' جس سے چشمہ ابل پڑا' پھر دونوں نے اس میں وضو کیا اور حضرت جبریلؑ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت جبرئیلؑ سے وضو اور نماز سیکھ کر آپ دولت کدہ پر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کا ہاتھ پکڑ کر اس چشمہ پر لے گئے' حضرت جبرئیلؑ کی طرح ان کے سامنے وضو کیا اور دو رکعت پڑھیں' اس کے بعد آپ اور حضرت خدیجہؓ پوشیدہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ).

عفیف کندی کا بیان ہے کہ میں حج کے موقع پر عباس بن عبدالمطلب کے پاس آیا' وہ تاجر آدمی تھے' مجھے ان سے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا تھا' اچانک نظر پڑی کہ ایک شخص ایک خیمہ سے نکل کر کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے لگا' پھر ایک عورت نکلی اور ان

کے پاس' کی' وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگی اور ایک لڑکا بھی نکل کر آیا وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا: اے عباس! یہ کون سا دین ہے؟ ہم تو آج تک اس سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا: (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) یہ نوجوان محمد بن عبداللہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہتا ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اس کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لاچکی ہے اور یہ لڑکا اس نوجوان کا چچازاد بھائی علی بن ابی طالب ہے جو اس پر ایمان لاچکا ہے۔ عفیف کہتے ہیں کاش! میں اسی روز مسلمان ہو جاتا تو (بالغ مسلمانوں میں دوسرا مسلمان شمار ہوتا۔ (البدایہ)

حضور اقدس ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کی اولاد:

حضرت خدیجہؓ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد صرف ان ہی سے پیدا ہوئی اور کسی بیوی سے اولاد ہوئی ہی نہیں۔ صرف ایک صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے' مورخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار لڑکیاں ہوئیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ پھر حضرت رقیہؓ پھر حضرت ام کلثومؓ پھر سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے کتنے تھے؟

اس میں اختلاف ہے' جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب بچپن ہی میں وفات پاگئے اور عرب میں اس زمانہ میں تاریخ کا خاص اہتمام نہ تھا۔ اس لئے یہ امر پوری طرح ایسا محفوظ نہ رہ سکا جس میں اختلاف نہ ہوتا۔

اکثر علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے' دو حضرت خدیجہؓ سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ سے' اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ اولاد حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئیں' دو لڑکے اور چار لڑکیاں حضرت خدیجہؓ سے جو دو لڑکے پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلے حضرت قاسمؓ تھے' ان ہی کے نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم مشہور ہوئی۔ نبوت سے پہلے مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ اس وقت پاؤں چلنے لگے تھے' ڈیڑھ دو سال زندہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے جو حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئے ان کا نام عبداللہ تھا۔ انہوں نے بھی بہت کم عمر پائی اور بچپن ہی میں وفات پاگئے' ان کی پیدائش نبوت کے بعد ہوئی تھی' اس لئے ان کا لقب طیب بھی پڑا اور طاہر بھی (دونوں کے معنی پاکیزہ کے ہیں)۔

فضائل:

حضرت خدیجہؓ پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے اسلام سے پہلے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں' پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ کر انہوں نے جو اپنی دانشمندی و عقلمندی اور خدمت گزاری سے فضائل حاصل کئے ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر بھی مجھے اتنا رشک نہیں آیا' جتنا حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس رشک کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے اور اکثر یہ بھی ہوتا کہ آپ بکری ذبح فرماتے تو اس میں سے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت بھجواتے تھے' ایسے موقع پر بعض مرتبہ میں نے کہا کہ آپ کو ان کا ایسا خیال ہے جیسے دنیا و آخرت میں ان کے علاوہ آپ کی اور کوئی بیوی ہی نہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ایسی اچھی تھیں ایسی اچھی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

سبحان اللہ! وفاداری اور یادگاری کی یہ مثال کہاں ملے گی کہ صاحب محبت کے وفات پا جانے پر اس کے دوستوں سے وہ برتاؤ رکھا جائے جسے وہ خود زندگی میں اپنے دوستوں سے رکھتا اور اس پر خوش ہوتا۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا اور سالن لے کر جارہی تھیں' ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خدیجہؓ آرہی ہیں' وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو ان کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے اور ان کو جنت کا ایسا مکان مل جانے کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتیوں کا ہوگا' جس میں نہ ذرا شور و شغب ہوگا نہ ذرا تکلیف ہوگی۔

لمعات میں لکھا ہے کہ یہ کھانا حضرت خدیجہؓ غار حرا میں لے جارہی تھیں اور یہ نبوت مل جانے کے بعد کی بات ہے کیونکہ نبوت مل جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غار حرا میں آنا جانا رہا ہے۔

بخاری و مسلم' الاستیعاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدیجہؓ کو اس کے رب کا سلام پہنچا دیجئے۔ چنانچہ آپ نے پہنچا دیا۔ اس کے جواب میں حضرت خدیجہؓ نے کہا:

"اللہ السلام ومنہ السلام وعلی جبریل السلام"

ترجمہ: "اللہ کے سلام کا جواب کیا دوں، وہ تو خود سلام ہے اور اسی سے سلامتی ملتی ہے۔ سلام لانے والے جبریل پر سلام ہو۔"

جنت میں خلاف طبع اور مکروہ آواز تو کسی کے کان میں بھی نہ آئے گی، مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کو ایسے مکان کی بشارت دی گئی یہ غالباً اس لئے کہ دشمنان اسلام، اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو طرح طرح کی باتیں کرتے تھے وہ ان کے کانوں میں پڑتی تھیں، ان کی وجہ سے جو سخت کوفت ہوتی تھی اس کی وجہ سے تسلی دینے کے لئے یہ خصوصی بشارت دی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہؓ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔ (الاصابہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاکر گھر سے باہر نہیں جایا کرتے تھے، جب تک حضرت خدیجہ کا تذکرہ نہ فرمالیتے تھے، ایک مرتبہ جو آپؐ نے ان کا ذکر فرمایا تو مجھے عورتوں والی غیرت سوار ہوئی، میں نے عرض کیا کہ ایک بڑھیا کو آپ یاد کرتے ہیں، تو آپ بہت ناراض ہوئے، اس کے بعد میں نے یہ طے کرلیا کہ کبھی خدیجہ کو برائی سے یاد نہ کروں گی۔ (الاصابہ)

جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا، ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا۔

وفات:

حضرت خدیجہؓ نے ۱۰ نبوی میں بماہ رمضان المبارک مکہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال کی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کم وبیش ۲۵ سال رہیں۔ ۱۵ سال آپ کی نبوت سے پہلے اور ۱۰ برس نبوت مل جانے کے بعد، جس وقت ان کی وفات ہوئی اس وقت نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، کفن دے کر حجون میں دفن کردی گئیں، جسے اب جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔

﴿رضی اللہ عنہا وارضاھا﴾

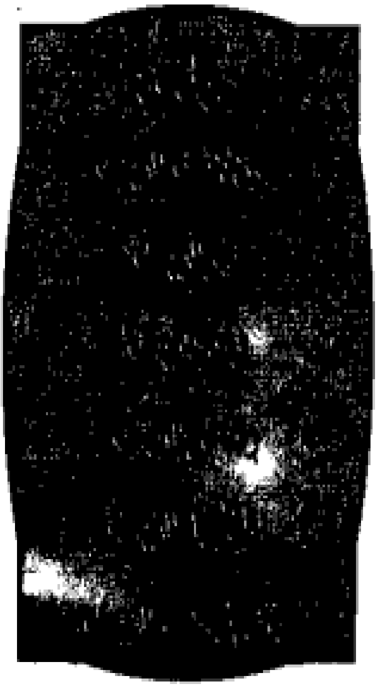
مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ:

این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اشفاق علی حقانی

جن لوگوں نے حضرت مولانا عبدالحقؒ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا انہیں کیسے بتلائیں کہ مرحوم ایمان واستقامت' علم وعمل' تواضع وتقدس' شفقت و رحمت' زیبائی ورعنائی اور نور نکہت کی کتنی دلکش تصویر تھے۔ حق یہ ہے کہ زبان وبیان کا کوئی اسلوب مولانا جیسی متاع یوسفی کی صحیح تصویر کشی نہیں کرسکتا۔

قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ' مہتمم وبانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے پندرہ برس بیت چکے ہیں۔ ان کی وفات ۲۳/محرم الحرام ۱۴۰۹ھ بمطابق ۷/ستمبر ۱۹۸۸ء بروز بدھ دوپہر پونے دو بجے کے قریب خیبر ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں دل کا دورہ پڑنے سے واقع ہوئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرتؒ کا تاریخی جنازہ اور تدفین ۸/ستمبر بروز جمعرات کو صبح دس تا ساڑھے بارہ بجے تک ہوئی۔ آپ کے لاکھوں معتقدین نے اس موقع پر اشکبار آنکھوں سے آسمان کی فضاؤں میں ہزاروں ابابیل پرندوں کو جنازہ کے جلوس اور حضرتؒ کے جسد مبارک پر سایہ کئے ہوئے ماتم بپا دیکھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی پیدائش ۷/محرم الحرام ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔ شجرۂ نسب یوں ہے: حضرت مولانا عبدالحق بن اخوزادہ الحاج حضرت مولانا محمد معروف گلؒ ابن اخوزادہ الحاج حضرت مولانا میر آفتابؒ ابن اخوزادہ حضرت مولانا عبدالحمیدؒ ابن اخوزادہ حضرت مولانا عبدالرحیم اخوخیلؒ ابن اخوزادہ حضرت مولانا عبدالواحد اخوخیلؒ۔

آپ کا خاندان صاحب علم وفضل خاندان ہے' جو صدیوں سے ممتاز علمائے حق مجاہدین پر مشتمل چلا آرہا ہے۔ ''اخون'' عربی میں علامہ اور زمانہ قدیم میں پی ایچ ڈی ڈاکٹر کو کہتے تھے۔ یہ لقب وسط ایشیا' ایران (افغانستان) اور مغربی ترکستان (اور برصغیر پاک و ہند) میں دینی پیشواؤں' مفتیوں اور بلند پایہ علماء کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کو ضلع نوشہرہ علاقہ خٹک کے مرکزی قصبہ اکوڑہ خٹک میں محلہ باغبانان کے اپنے قدیم اجدادی مکان میں علاقہ کے مشہور تجارت پیشہ اور زمیندار عالم شخصیت اخوزہ الحاج حضرت مولانا محمد معروف گلؒ ابن اخوزادہ الحاج حضرت مولانا میر آفتابؒ کے گھر ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ خطہ اکوڑہ خٹک ایک ایسے گوہر نایاب کے آباؤ اجداد (اور بذات خود حضرت شیخ الحدیثؒ مدفون جامعہ حقانیہ) کے اجسام مقدسہ کا مسکن ومولد اور آخری آرام گاہ مبارکہ ہے جن کے درخشاں کارناموں کی تاریخ دعوت وعزیمت صدیوں پر محیط ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے یہ بزرگان اور اکابرین پانچویں صدی ہجری میں افغانستان سے سلطان محمود غزنویؒ سلطان شہاب الدین غوریؒ پھر احمد شاہ ابدالیؒ (بحکم امام انقلاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) کی مجاہد افواج کے ہمراہ برصغیر پاک و ہند (ہندوستان) کے جہادی غرض سے یہاں تشریف لائے تھے۔ ابتدا میں غزنی' غوڑہ مرغئی نامی علاقہ سے جو یوسف زئی' خٹک' اور دیگر مختلف افغان قبائل اقوام کی اصل آماجگاہ تھی۔ رہبر طریقت' قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے جدالاجداد اور اخوزادہ حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کے والد گرامی اور خاندانِ اخوندزادگان صاحبان کے (بزرگ) حضرت مولانا اخوندزادہ عبدالرحیمؒ کے آباؤ اجداد (سوڑہ' کرک' علاقہ خٹک) میں قیام پذیر رہے' بعد میں دیگر پشتون قبیلوں کے ساتھ حضرت مولانا اخوزادہ عبدالرحیمؒ اپنے خاندان کے ہمراہ ۱۱۷۳ھ بمطابق ۱۷۶۱ء اٹھارویں صدی عیسوی ۱۸۰۰ء کے زمانے میں یا ۹۶۱-۱۰۹۰ھ بمطابق ۸۷-۱۵۸۱ء یا ابتدائے اکوڑہ میں علاقہ خٹک کے مرکزی' علمی' ادبی

اور روحانی مقام سرائے ملک پورہ (اکوڑہ خٹک) میں تبلیغ دین کے سلسلے میں شاہجہانی دور کے مشہور بزرگ شیخ اخ الدین سلجوقی "المعروف اخوند دین بابا" (استاد شیخ رحمکار حضرت کاکا صاحبؒ) کے مزار کے قریب آباد ہوئے۔ تاریخ پاکستان گواہ ہے کہ حضرت اخونزادہؒ کی اولاد بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے اولاد و احفاد نے شروع دن سے آج تک اسلامی انقلابی' جہادی' روحانی' تعمیری' تعلیمی' فلاحی' علمی و ادبی' پارلیمانی و سیاسی اپنے آباؤ اجداد کی طرح بڑے بڑے حکومتی مناصب اور وزارتیں ٹھکرادیں اور اپنے کئی بڑے بڑے سیاسی حریفوں کو شکست فاش دی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفوں کے تسلسل کی بے نظیر مثال دارالعلوم حقانیہ ہے۔ ہندوستان کے ممتاز عالم دین مصنف و مورخ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (المعروف علی میاں) کے بقول آج دارالعلوم حقانیہ قافلہ ولی اللہی حضرت سید احمد بریلوی شہیدؒ حضرت سید اسماعیل شہیدؒ کے خون سے سینچا ہوا گلستان ہے۔ حق و باطل کی پہلی تاریخی جنگ اکوڑہ ۲۰/ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ بمطابق ۲۰/ دسمبر ۱۸۲۲ء جنگ شیدو ۱۲/ جمادی الاخری ۱۲۴۲ھ میں (شہدائے بالاکوٹؒ) کا مرکز بھی میدان رہا' اور آج ایک بار پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے شاگردوں نے روسی استعمار اور کمیونزم کو شکست فاش دینے کے بعد صیہونی استعمار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شکست فاش دینے کا عزم کر رکھا ہے۔ انشاء اللہ گلشن حقانیہ کی ان خدمات کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

عالم اسلام کی اس عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ابتداء حضرت شیخ الحدیثؒ کی آبائی مسجد (مسجد قدیم مولانا عبدالحق حقانی) سے ہوئی۔ قیام پاکستان کے آغاز میں محلہ ککے زئی اکوڑہ خٹک میں ایک چھوٹی سی کچی مسجد (تاسیسی مرکز) میں تعلیمات اسلامیہ کا مبارک آغاز حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے دست مبارک سے ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ بمطابق ستمبر ۱۹۴۷ء میں کیا اور اس الہامی مدرسہ میں تعلیمات نبویؐ کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رکھا۔ بقول حضرت شیخ الحدیثؒ میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے اسلاف کے طریقہ کے مطابق ایک استاد محمود اور اکلوتے شاگرد محمود کی طرح مدرسہ حقانیہ کی بنیاد توکل اور للہیت پر رکھی۔ (دیوبند کے) اسلاف کی طرز پر مسجد میں موجود شہتوت کے درخت کے سایہ تلے اور کبھی مسجد کے کچے برآمدے سے دارالحدیث کا کام لیتے رہے۔ آغاز میں مدرسہ کے اکثر اخراجات حضرتؒ کے والد گرامی اخونزادہ الحاج حضرت مولانا محمد معروف گلؒ صاحب جو کہ علاقہ کے تجارت پیشہ اور زمین دار عالم دین شخصیت تھے اور مجاہد اعظم حضرت حاجی ترنگزئی بابا جیؒ کے ہمراہ انگریز کے خلاف مشہور تحریک میں معاون تھےؒ نے اپنے ذاتی اخراجات سے اٹھائے۔ صدیوں سے قائم یہ مسجد تصوف' روحانیت اور قال اللہ اور قال رسولؐ کے فروغ کے ساتھ ساتھ تحریکات اسلامیہ اور انقلابات اور جہاد کا بنیادی مرکز رہی۔ خصوصاً قصبہ اکوڑہ و علاقہ ضلع نوشہرہ اور سرحدی غیور اقوام پاکستان و عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے حضرت کا آخر دم تک بھرپور ساتھ دیا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی بغیر کسی دنیاوی نمود و نمائش اور فائدے کے بارہا بحیثیت ممبر قومی اسمبلی اور اپنے فرزند ارجمند مولانا سمیع الحق کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ کی عظیم تعمیر و ترقی اور افغانستان کی (سابقہ) اسلامی حکومت قائم کرنے کے علاوہ اپنے ضلع نوشہرہ کے عوام کی ہر ممکن خدمت کی۔ اپنے حلقہ انتخاب میں کروڑوں روپوں کے حکومتی ترقیاتی منصوبوں کا تعمیری جال بھی آپؒ نے اور آپ کی اولاد نے اپنے اپنے ادوار میں بچھایا' جس سے آج بھی حلقہ کے لوگ فلاح و بہبود کا کام لے رہے ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے ملک اور بیرون ملک کے علاوہ ضلع نوشہرہ کے کونے کونے میں قرآن و حدیث کی تبلیغ اور دینی تعلیمات کے ذریعے علم کی روشنی دیندار عوام کے دلوں تک پہنچادی۔

بالآخر شعبان ۱۹۴۵ء میں مدرسہ حقانیہ' مسجد حقانی سے مستقلاً جی ٹی روڈ شاہراہ پاکستان پر وسیع و عریض رقبہ میں منتقل ہو گیا' پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس درخت کا سایہ ایک عظیم الشان بلند و بالا شجرہ سایہ دار جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور اس کے برگ و بار و تازگی و شگفتگی نے ایک عالم کو نہ صرف چھاؤں بخشی بلکہ اس کے ارد گرد جمع ہونے والوں کو نئی منزلوں سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ اور نئی رفعتوں پر پہنچادیا۔ اگر دارالعلوم دیوبند نے ہندوستان میں انگریزی استعماری قوتوں کے خلاف تحریک آزادی کا علم جہاد بلند کیا تو اسی کے ایک ہونہار فرزند دارالعلوم حقانیہ نے ہمیشہ پاکستان میں لادینی قوتوں اور خصوصاً افغانستان میں سرخ سامراج روس کو شکست فاش دے کر اسلام کے پرچم کو سربلند رکھنے کا خصوصی اعزاز حاصل کیا۔ جامعہ حقانیہ جسے اکابرین دیوبند نے دیوبند ثانی کا خطاب دیا' جو کہ آج موجودہ مقام پر ایک عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی کی صورت میں حضرتؒ کے تقویٰ اور اخلاص کی یادگار اور ملت کی

نئی نسلوں کو فیضیاب کرنے کی خاطر مستحکم بنیادوں پر قائم و دائم ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے شیخ و مربی (اور بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے روحانی فرزند اور جانشین) شیخ العرب و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ۱۹۳۷ء میں دینی اور عصری علوم کے مشترکہ مدرسہ تعلیم القرآن اسکول (اب حقانیہ ہائی اسکول واقع حقانیہ) کا افتتاح بھی مسجد قدیم میں فرمایا' بعد میں دارالعلوم حقانیہ میں واقع اسی اسکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے ۲۰/اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کا تاریخی ذاتی مکان بھی اس مسجد کی پشت پر واقع ہے۔ جہاں ان پر کتبے نصب ہیں۔ حضرتؒ کے والدؒ اور آباؤ اجدادؒ کا مقبرہ آپ کے اجدادی رشتہ داروں (محلّہ اخونزادگان/اخوخیل) کے ساتھ اکوڑہ خٹک کے قدیم ترین قبرستان میں واقع ہے۔ جن کے سرہانے ناموں اور تاریخ خاندان حقانی کے کتبے نصب ہیں۔ حضرتؒ کی اولاد بھی جامعہ حقانیہ کے قرب و جوار میں آباد ہیں۔ حضرتؒ کی ولادت باسعادت محلّہ باغبانان میں اپنے جس قدیم اجدادی مکان میں ہوئی تھی اس کے سامنے اب بھی ایک چھوٹی مسجد حقانیہ آباد ہے جس پر آپ کے مقام پیدائش کا کتبہ نصب ہے۔

آپ کی جدائی کے بعد بھی ان چندہ برسوں میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے فیوضات و برکات جامعہ حقانیہ سے نکلی ہوئی تحریکوں پر بدرجہ اتم مرتب ہو رہے ہیں گو کہ انقلابات زمانہ نشیب و فراز کو بدل رہے ہیں لیکن پھر بھی ماضی میں جامعہ حقانیہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کے روس کے خلاف سابقہ افغان جہاد میں مصروف العمل شاگردوں کی ایک عظیم قوت طلباء کرام اور مجاہدین اسلام امارت اسلامی افغانستان کی مضبوط اور مستحکم بنیاد قائم کرنے میں جہد مسلسل سے بالآخر کامیابی و کامرانی سے فیضیاب ہوئی تھی۔ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اپنی روحانی اولاد کو زندگی بھر بے پناہ دعاؤں سے نوازا تھا۔ پاکستان اور افغانستان بلکہ پورے عالم اسلام میں اسلامی نظام کے نفاذ اور انقلاب برپا کرنے کا درس دیا تھا۔ آج وہی وعظ و نصیحت اور دعائے نیم شبی رنگ دکھا رہی ہے۔ شیخ القرآن و الحدیثؒ دارالحدیث ہال میں صحاح ستہ کی بابرکت اور متبرک کتب بخاری و ترمذی شریف کی دروس ابواب الجہاد اور ملک بھر میں کی گئی تقاریر کے دوران اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انشاء اللہ بہت جلد پاکستان اور افغانستان میں ان دینی مدارس کے وظائف پر گزر اوقات کرنے والے بے سروسامانی کی زندگی گزارنے اور دنیا کے عیش و عشرت کو ٹھکرانے والے منبر و محراب کے بوریا نشین علماء و طلباء کرام کی بے مثال اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔ جس کے ساتھ ہی اس کے جغرافیائی اثرات سے خصوصاً پاکستان' وسط ایشیاء اور پورے خطہ میں اسلامی انقلاب کی تحریک زور پکڑے گی۔ چیچنیا' داغستان' تاجکستان اور ازبکستان میں اسلامی تحریکوں کی احیاء اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

عالم اسلام کے خلاف ۱۱/ستمبر کی سازش سے اسلامی تحریکوں کو وقتی طور پر نقصان تو ضرور پہنچا لیکن اس واقعہ نے عالم اسلام کے درد دل رکھنے والے مسلمانوں کو متحد اور متفق رہنے کا درس عبرت ضرور دیا ہے۔

پاکستان بننے کے ساتھ ہی پارلیمنٹ میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جمعیت علمائے اسلام کے پرچم نبویؐ کے سایہ تلے برسرپیکار رہنے والے عظیم پارلیمنٹیرین اور ملک و ملت کے روحانی بزرگ و پیشوا حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ گو اب ہماری نظروں کے سامنے موجود نہیں' لیکن ایک ولی اللہ' منکسار مرد درویش کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات حق اور اقوال زرین پورے عالم کی نگاہوں کے سامنے زندہ جاوید تصویر کی صورت میں ایک عظیم مثال بنے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا بالخصوص اسلامی ممالک میں تحریکات اسلامیہ زور پکڑ رہی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کثرت سے فرمایا کرتے تھے کہ روس کے بعد انشاء اللہ' اللہ رب العزت ان خاک نشین جنود اللہ علمائے حق' طلبہ حق کے ہاتھوں صیہونی اور لادینی قوتوں کو پاش پاش کر دے گا۔ الحمدللہ! یہاں دارالعلوم حقانیہ کی عظیم خدمات کا سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا جا رہا ہے اور پوری دنیا اس بات کی معترف ہو چکی ہے کہ اس دینی' تعلیمی درسگاہ نے ایک بڑا انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ انقلاب تعلیمی' دینی' تربیتی' دعوتی' سیاسی اور دیگر شعبوں میں کامیاب رہا ہے۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں اور دیگر لادین فتنوں کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مطالعہ کیجئے اور ہفت روزہ "ختم نبوت" میں اشتہارات دیجئے۔ اس سے جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ کا اس کار خیر میں حصہ لینا انشاء اللہ العزیز دنیا و آخرت میں رفع درجات کا سبب بھی ہوگا۔

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی

پاکستان کا مستقبل چند مشورے

قدرت اللہ شہاب کی کتاب "شہاب نامہ" کا ایک باب، جس میں کی جانے والی پیشگوئی جو وقت کے ساتھ کافی حد تک پوری ہو چکی ہے آج بھی اتنی ہی تازہ، قابل عمل اور پہلے سے کہیں زیادہ چشم کشا ہے، بدقسمتی سے ہمارے کسی حکمران اور سیاست دان نے اس سے کوئی سبق نہ سیکھا آج جبکہ دانائی و عمل کی شدید ضرورت ہے، یاددہانی کرانا ہمارا فرض ہے: شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات!!

وطن عزیز میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو پاکستان کے مستقبل کے بارے میں وقتاً فوقتاً شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں ان میں سے بہت کم تعداد عوام اور بہت زیادہ خواص کی تعداد ہوتی ہے، خواص میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں، جن کی ایک جیب میں پاکستانی اور دوسری جیب میں امریکن گرین کارڈ یا دیگر ممالک کے اقامت نامے ہر وقت موجود رہتے ہیں، ان کے مال و متاع کا بیشتر حصہ بھی بیرونی بینکوں کی تجوریاں گرماتا ہے اور پاکستان میں وہ صرف ایسے کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے پر قناعت کرتے ہیں جن پر زکوٰۃ کٹنے کا خطرہ لاحق نہ ہو، اس کے علاوہ انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس اور زکوٰۃ سے بچ کر اور غالباً منشیات کے کاروبار سے ہاتھ رنگ کر بھی کالے دھن کے انبار ایسی مہارت سے جمع کرتے ہیں کہ آخر کار حکومت ہی ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر دھوبی گھاٹ کھول دیتی ہے، جہاں پر سرکاری افسر عجیب و غریب قوانین کا صابن مل مل کر کالی پونجی کو سفید کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں، یہ دیانت و امانت کے ساتھ ایک بھونڈا مذاق ہے۔

بہت سے لوگوں کے نزدیک پاکستان کی سلامتی اور استحکام کا راز فقط اس بات میں مضمر ہے کہ حالات کے اس طرح حالات میں ان کے ذاتی اور سراسر انفرادی مفاد کا پیمانہ کس شرح سے گھٹتا یا بڑھتا ہے، ایسے لوگ قابل رحم ہیں، وہ بنیادی طور پر نہ تو وطن دشمن ہوتے ہیں اور نہ ہی ان پر غداری کا الزام لگانا چاہیے، مریضانہ ذہنیت کے یہ لوگ حرص و ہوس کی آگ میں سلگ سلگ کر اندر ہی اندر بزدلی کی راکھ کا ڈھیر بن جاتے ہیں، حادثات دنیا کا ہلکا سا جھونکا اس راکھ کو اڑا کر تتر بتر کر دیتا ہے، ان کا اپنا کوئی وطن نہیں ہوتا، ان کا اصلی وطن محض ان کا اپنا نفس ہوتا ہے، اس

قدرت اللہ شہاب

کے علاوہ جو سرزمین بھی ان کی خود غرضی، خود پسندی، خود فروشی اور منافقت کو راس آئے وہ وہیں کے ہو رہتے ہیں، پاکستان میں اس طرح کے افراد کا ایک طبقہ موجود تو ضرور ہے لیکن خوش قسمتی سے ان کی تعداد محدود ہے۔

اس کے برعکس پاکستانیوں کا سواد اعظم حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان کی حب الوطنی پر بار بار انتہائی کڑی آزمائش کے دور آتے رہے لیکن اب تک ان کے پائے ثبات میں کسی نمایاں لغزش کے آثار نمودار نہیں ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے، البتہ ہمیں یہ ہرگز فراموش نہ کرنا چاہئے کہ بار بار کفران نعمت کا مرتکب ہونے سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت بھی بڑی شدید ہوتی ہے، میرا اندازہ ہے کہ قوم کی قوت برداشت کا ضرورت سے زیادہ امتحان لیا جا چکا ہے، اب اس کے پیمانہ صبر کو لبریز ہونے سے بچانا ہم سب کا اجتماعی اور انفرادی فرض ہے۔

ایک مختصر سا وقفہ چھوڑ کر اکتوبر ۱۹۵۸ء سے لے کر بڑے طویل عرصہ تک ہماری فوجی اور سول دونوں طرح کی حکومتیں مارشل لاء کی چھتری تلے برضا و رغبت ہنسی خوشی حکمرانی کرتی رہی ہیں، اس عمل سے ہماری مسلح افواج پر کیا اچھے یا برے اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ ان کا تجزیہ کرنا فوجی ماہرین کا کام ہے۔ البتہ یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں۔ ۱۹۶۹ء میں جب میں یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کا ممبر تھا تو ایک صاحب سے میرے نہایت اچھے مراسم ہو گئے جو مشرقی یورپ کے باشندے تھے اور ان کا ملک اپنی مرضی کے خلاف روس کے حلقہ اقتدار میں جکڑا ہوا تھا، وہ اپنے وطن میں بعض کلیدی آسامیوں پر فائز رہ چکے تھے اور روس کی پالیسیوں اور حکمت عملی سے بڑی حد تک واقف اور نالاں تھے۔ ایک روز باتوں باتوں میں انہوں نے کہا:

"ہم اگرچہ روس اور امریکہ ایک دوسرے

کے حریف ہیں' لیکن بعض امور میں اپنے اپنے مفاد کی خاطر دونوں کی پالیسیاں اور منصوبے ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت اختیار کر لیتے ہیں۔"

"مثلاً" میں نے پوچھا: مثلاً پاکستان' وہ بولے۔ میری درخواست پر انہوں نے یہ وضاحت کی کہ یہ ڈھکی چھپی بات نہیں کہ پاکستان کی مسلح افواج کا شمار دنیا بھر کی اعلیٰ افواج میں ہوتا ہے' یہ حقیقت نہ روس کو پسند ہے اور نہ امریکہ کو' روس کی نظر افغانستان کے علاوہ بحیرہ عرب کی جانب بھی ہے' اس کے علاوہ روس کو بھارت کی خوشنودی حاصل رکھنا بھی مرغوب خاطر ہے' ان تینوں مقاصد کے راستے میں جو چیز حائل ہے وہ پاکستان کی فوج ہے' امریکہ کا مقصد مختلف ہے' امریکہ کی اصلی اور بنیادی وفاداری اسرائیل کے ساتھ ہے' یہ بھی سب جانتے ہیں کہ اگر کسی وقت اسلامی سطح پر جہاد کا فتویٰ جاری ہو گیا تو پاکستان ہی وہ ملک ہے' جہاں کی مسلح افواج اور منظم آبادی کسی مزید حکم کا انتظار کئے بغیر جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر ایک دم بسوئے اسرائیل اٹھ کھڑی ہوگی' عالم اسلام میں اپنی تمام کامیاب ریشہ دوانیوں کے باوجود امریکہ یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہتا' اس کے علاوہ روس کی مانند امریکہ بھی بھارت کی خیر سگالی اور خوشنودی حاصل کرنے اور بڑھانے کا آرزو مند ہے' پاکستان کی مسلح افواج روس' امریکہ اور بھارت کی آنکھ میں برابر کھٹکتی ہیں' اس لئے تمہاری فوج کو نکما اور کمزور کرنا تینوں کا مشترکہ نصب العین ہے۔

"لیکن وہ اس مشترکہ نصب العین کو پورا کیسے کر سکتے ہیں؟" میں نے پوچھا' وہ ہنس کر بولے: ضرورت ایجاد کی ماں ہے' ہر کوئی اپنا اپنا طریق کار وضع کرنے میں آزاد ہے' بدی اور شر کو بروئے کار لانے کے لئے ہزاروں راستے کھل جاتے ہیں' تیسری دنیا کے چھوٹے ممالک میں ایک طریقہ جو نمایاں کامیابی سے آزمایا جا رہا ہے' یہ ہے کہ وہاں کی مسلح افواج کو طویل سے طویل تر عرصہ کے لئے سول حکومت کے امور میں الجھائے رکھا جائے۔

یہ گفتگو اس زمانے میں ہوئی جب کہ روس نے ابھی افغانستان پر قبضہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی تحریک نے شدت اختیار کی تھی' اس کے بعد آج تک (۱۹۸۸ء) ۱۷ میں سے ۱۳ برس ہمارا وطن مارشل لاء کے تحت رہا ہے' خدا نہ کرے یہ صورت حال روس' امریکہ اور اسرائیل کی دلی خواہش پورا کرنے کے لئے زمین ہموار کرنے کا کام دے۔

سول حکومت کی مشینری کے بارے میں میرا تجربہ اور اندازہ یہ ہے کہ اس کی بہت سی اہم چولیں بتدریج ڈھیلی پڑتی جا رہی ہے' اوپر سے نیچے تک خود حفاظتی کی آڑ میں احساس ذمہ داری سے جان بچا کر ٹال مٹول کرنا عام ہو گیا ہے' ہر سطح پر قوت فیصلہ کمزور پڑ گئی ہے' رشوت کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اس کا دائرہ عمل بھی افقاً اور عموداً دونوں جانب بہت زیادہ وسیع ہو گیا ہے' ان رذائل کا گندہ مواد طرح طرح کے ناسور بن کر معاشرے کے بیشتر شعبوں میں پھوٹ رہا ہے۔

اس کا واحد علاج یہ ہے کہ مارشل لاء خندہ پیشانی سے ہمیشہ کے لئے اپنے غروب آفتاب کا رخصتی بگل بجا کر بیرکوں میں واپس چلا جائے' ملک میں بغیر کسی رکاوٹ کے سیاسی عمل از سر نو جاری ہو' ہر چوتھے یا پانچویں سال ہر سیاسی جماعت کے اپنے اپنے انتخابات لازمی ہوں تا کہ جماعتی سطح پر قیادت کی چھان پھٹک ہوتی رہے اور ان میں تازہ خون بھی باقاعدگی سے شامل ہوتا رہے' اس کے ساتھ اگر اگلے چودہ برس میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے بھی چار پانچ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات ہوتے رہیں تو ۲۰۰۰ء میں انشاء اللہ ہمارے جمہوری نظام کا بھی ویسا ہی چرچا ہو سکتا ہے جس طرح کہ آج کل ہماری اسکواش' ہاکی اور کرکٹ کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا ہے' ورنہ ہمارا بھی وہی حال نہ ہو جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے خبردار کیا تھا:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو

ہندوستان تو کسی حد تک سمجھ گیا ہے' اس لئے سنبھل بھی گیا ہے اور اس کی داستان ہر جگہ بڑی آب و تاب سے جاری و ساری ہے' اب اپنے پاکستان میں ہمارے مٹنے کی باری ہے۔

قومی سطح پر ہماری سیاسی قیادت کا ایک بڑا حصہ اپنی طبعی یا ہنگامی زندگی گزار کر ہمارے درمیان سے اٹھ چکا ہے' یا جمود کا شکار ہو کر غیر فعال ہو چکا ہے' کچھ سیاسی پارٹیوں کے رہنما پیر تسمہ پا کی طرح اپنی اپنی جماعتوں کی گردن پر زبردستی چڑھے بیٹھے ہیں' ان میں سے چند ایک نے کھلم کھلا یا در پردہ مارشل لاء کی آکسیجن سے سانس لے کر سسک سسک کر زندگی گزاری ہے' ان نیم جان سیاسی ڈھانچوں میں نہ تو کوئی تعمیری سکت باقی ہے اور نہ ہی ان کو عوام کا پورا اعتماد حاصل ہے' پرانی سیاست کی بساط الٹ چکی ہے' اب جب کبھی سیاست کا دور دورہ شروع ہوگا تو اس میں فقط ایسی نئی قیادت ابھرے گی جس کا دامن ماضی کی بہت سے آلائشوں سے پاک ہو' خدا کرے یہ دور جلد آئے اور اسے پوری پوری ایمانداری' خلوص اور نیک نیتی سے فروغ دیا جائے' اگر ایسا نہ ہوا یا اس میں رکاوٹیں پڑتی رہیں تو پھر کیا ہوگا؟ اس کے تصور ہی سے دل لرز اٹھتا ہے' اس کے بارے میں نوشتہ دیوار جلی حروف میں ہمارے سامنے موجود ہے

جسے پڑھنے کے لئے کسی خاص عینک لگانے کی ضرورت نہیں:

مجھے راز دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے
(دانائے راز: اقبال)

کچھ عرصہ سے یہ فیشن بھی عام ہو رہا ہے کہ سول اور فوجی اعلیٰ افسر اپنی اپنی ملازمتیں پوری کرنے کے بعد خاصی تعداد میں بعض سیاسی جماعتوں میں نمایاں مقامات حاصل کر رہے ہیں' یہ سیاست اور جماعتوں دونوں کی بدقسمتی ہے' سرکاری ملازمتوں کا اپنا الگ چلن اور رنگ ڈھنگ ہوتا ہے' اس میں طویل عرصہ گزارنے کے بعد انسان کی سوچ' وضع قطع' اخلاق و آداب' رکھ رکھاؤ' طور طریقہ اور انداز زندگی ایک خاص سانچے میں ڈھل جاتے ہیں' یہ سانچہ ان ضروریات سے بالکل مختلف ہوتا ہے جو ایک کامیاب سیاست دان بننے کے لئے لازمی ہیں' ایسے سابق اعلیٰ افسر چلے ہوئے کارتوس ہوتے ہیں' ان میں سیاسی بارود بھر کر دوبارہ چلانے کی کوشش کرنا عملاً بیکار' بے حاصل اور بے اثر ہے' جو سیاسی جماعتیں ایسی بیساکھیوں کا سہارا لے کر زندہ رہنا چاہتی ہیں' عوام میں ان کی مقبولیت کی رفتار بھی بڑی حد تک لولی لنگڑی رہنے کا امکان ہے' اسی طرح جو افسران کرام ساری عمر سرکاری ملازمتوں کی کرسیاں گرمانے کے بعد پنشن خوار بن کر سیاست میں کود پڑتے ہیں تاکہ وہ اقتدار کی ان میز کرسیوں پر چڑھ بیٹھیں جن کے ماتحت وہ عمر بھر کام کرتے رہے ہیں' تو سیاست کو داغدار کرنے کے علاوہ وہ خود بھی جنت الحمقاء میں رہتے ہیں' سیاست ایک ہمہ وقتی اور محترم پیشہ ہے' یہ بہروپیوں کا بازیچہ اطفال نہیں' جہاں پر ریٹائرڈ سول اور فوجی افسر اپنے بالوں کو خضاب لگا کر اور پلپلے مسوڑھوں پر نئی بتیسیاں چڑھا کر قوم کو الو بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔

سیاست کی اساس یا دین ہوتی ہے یا دنیا' یا دونوں کا حسن امتزاج' اگر ہم اپنی سیاست میں دین اور دنیا کے اس حسین امتزاج کو کسی حد تک نبھانے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ ہماری عین خوش نصیبی ہے' سیاست کی خود کفالت' اس کی پاکیزگی اور توانائی کی کلید ہے' جو سیاسی عناصر دوسرے ممالک کی بخشی ہوئی بیساکھیوں کا سہارا لینے پر انحصار کرتے ہیں وہ اپنی قوم کی آزادی اور نمائندگی کی اہلیت نہیں رکھتے بلکہ الٹا غلامی کا بیج بونے کے مجرم ہیں' کچھ عرصہ سے یہ رسم بھی چل نکلی ہے کہ کچھ صاحبان اقتدار اور سیاسی رہنما ایک نہ ایک سپر پاور سے اپنے حق میں سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری تصور کرتے ہیں' اگر وفاق میں صوبائی اختیارات نیک نیتی' دیانت داری' خلوص' باہمی افہام و تفہیم اور حقیقت شناسی سے متعین کر کے اس پر سچائی سے عمل درآمد نہ کیا جائے تو فیڈریشن کا وجود کھوکھلا ہو کر کنفیڈریشن کے نعرے میں ڈھل جاتا ہے' سیاست اور نظم و نسق میں اس زہر کا فوری طور پر حسن تدبیر سے کام لے کر تریاق فراہم نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ کنفیڈریشن کا تصور بھی انتشار کے صحرا میں پھیل کر باد سموم کی صورت اختیار کر لیتا ہے' اس زہر کا تریاق سیاسی عمل کی آزادی سے ظہور میں آتا ہے' فوجی دباؤ کی گھٹن سے نہیں۔

ایٹمی توانائی کا حصول ہر آزاد ملک کا حق ہے' اس پر چند مختلف ممالک کی اجارہ داری ایک نئی شہنشاہیت اور سامراجیت کی بالادستی کے نظام کو جنم دیتی ہے' بجلی' ٹیلی فون' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور ہوائی جہاز وغیرہ کی ایجادات فروغ علم کا نتیجہ ہیں' علم نہ دبائے دبتا ہے نہ چھپائے چھپتا ہے' ایٹمی توانائی کا علم بھی دوسرے علوم کی طرح رفتہ رفتہ عام ہو رہا ہے' نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے حصول اور استعمال کا انحصار وسائل کی دستیابی پر ہے' وسائل کی کمیابی سے تاخیر تو ممکن ہے لیکن تدبیر کی کامیابی سے ہمیشہ کے لئے فرار ناممکن ہے' پاکستان میں ایٹمی سائنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا ہماری ہر حکومت کا فرض ہے' اس میں معذرت خواہی سے کام لینا ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔ روس' امریکہ' اسرائیل اور بھارت ہمارے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے میں یکساں دلچسپی رکھتے ہیں لیکن ہمارا اصلی دفاع یہی ہے کہ ہم نیوکلیئر اسلحہ جات سے پوری طرح لیس ہوں۔ "اسلامی بم" کے طعنوں اور دھمکیوں میں آ کر گھٹنے ٹیک دینا ایک مجرمانہ لغزش ہوگی' جو ممالک "اسلامی بم" پر قدغن لگانے میں پیش پیش ہیں' ان سے بعید نہیں کہ وہ کسی وقت اسلامی اعمال کو بھی ممنوع قرار دینے کا نادر شاہی حکم صادر فرما دیں' ایسے عناصر کو پائے حقارت سے ٹھکرانے میں ہی ہماری خود اعتمادی اور عزت نفس کی بقا ہے۔

دنیا بھر میں جنگ کی بنیاد انفرادی یا محدود قبائلی سطح پر زر زن اور زمین کی حرص میں شروع ہوئی تھی' پھر اس نے سامراجیت کا رنگ چڑھا کر زبردست کی حکمرانی اور زیردست کی غلامی کا وطیرہ اختیار کر لیا' اس کا بنیادی مقصد ملک گیری کی ہوس تھا' اگلی منزل میں سیاسی نظام' معاشی نظریات اور سماجی اقدار میں اختلافات اور تصادم نے بڑے پیمانے پر عالمگیر جنگوں کا سلسلہ شروع کیا' اب رفتہ رفتہ ہوا کا رخ مزید بدل رہا ہے' حالیہ آثار گواہی دیتے ہیں کہ جلد یا بدیر سب سے بڑی اور ممکن ہے کہ آخری جنگ دین کی اساس پر دو تہذیبوں اور تمدنوں کے درمیان لڑی جائے' دنیائے اسلام ایک طرف اور باقی تمام غیر مسلم عناصر باہم مل جل کر دوسری جانب' اس امکان کو

فراموش کرنے یا اس سے نبرد آزما ہونے کی تیاری میں غفلت سے کام لینے میں عالم اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً سب سے بڑا اور مہلک خطرہ ہے۔

اسرائیل کے خلاف ہماری پالیسی عربوں کی خیرسگالی حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور فقط اسلام کے ناطے سے ہے' یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے اس پالیسی میں کسی قسم کی لچک یا کمزوری کو جگہ دینا لاریب اسلام کے ساتھ غداری کے مترادف ہے' ایسی حرکت بے برکتی کی آندھیوں کو دعوت دے کر وطن عزیز کے وجود کو طرح طرح کے خطرات میں مبتلا کر سکتی ہے جو محض سیاسی حماقت ہی نہیں بلکہ دینی جرم بھی ہے۔

اس بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کی آڑ میں ریڈ کلف لائن کو مدہم ہونے سے بچانا ہر صورت میں لازمی ہے۔ ''بغل میں چھری اور منہ میں رام رام'' والا محاورہ ایک ابدی اور اٹل حقیقت ہے' بھارت کے عزائم اور اعلانات میں ان کے ظاہر اور باطن کی تمیز کو چشم بصیرت' حسن تدبر اور شیوۂ دیوانگی سے پرکھنا ہمارا اولین فرض ہے' اگر یہ تمیز مصلحتوں یا غفلتوں کی نذر ہوگئی تو بربادی' تباہی اور فنا کا اندھا کنواں منہ پھاڑے سامنے کھڑا ہے۔

پاکستان میں اسلام کے فروغ کا نصب العین فقط ہمارے مفاد ہی میں نہیں بلکہ افغانستان اور سینٹرل ایشیا کے لئے بھی کام آ سکتا ہے' لیکن Islamization (نفاذ اسلام) کے پردے میں Cosmaticislam (مصنوعی اسلام) کا ڈھونگ رچانا منافقت کی دھول اڑانے کے علاوہ کوئی مقصد پورا نہیں کر سکتا' ہمیں اسلام کے بنیادی اور حقیقی اصل اصول Fundamentalism کو اپنانے کی ضرورت ہے' اس کے بغیر امور ریاست میں اسلام کے نام پر سب کچھ کار بے بنیاد ہے۔

ہمیں حب الوطنی کا جذبہ نہیں بلکہ جنون درکار ہے' جذبہ تو محض ایک حنوط شدہ لاش کی مانند دل کے تابوت میں منجمد رہ سکتا ہے' جنون جوش جہاد اور شوق شہادت سے خون گرماتا ہے' اسی میں پاکستان کی سلامتی اور مستقبل کا راز پوشیدہ ہے:

عطا اسلاف کا جذبہ دروں کر
شریک زمرہ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

☆☆..........☆☆

HB®
TRUSTABLE MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

انٹرنیٹ کے ذریعے تحریفِ قرآن

فیملی میگزین نامی رسالے میں ایک شخص ڈاکٹر شبیر احمد "دستک" کے نام سے کالم لکھتے ہیں اور فلوریڈا سے "دستک" کے نام سے ویب سائٹ چلاتے ہیں' ایک دوست نے فیملی میگزین کے مضمون سے متاثر ہو کر ان کے قرآن پاک کے ترجمہ کے لئے انٹرنیٹ پر ان سے رابطہ کیا اور ان کا ترجمہ قرآن جو کہ انگلش میں ہے اور وہ اہل مغرب کے لئے اسے پھیلا رہے ہیں' جب انٹرنیٹ پر حاصل کیا تو ہمارے دوست کے چودہ طبق روشن ہو گئے' ڈاکٹر شبیر احمد کا جو ترجمہ دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ آج تک ہمارے اس دوست نے اس قسم کا ترجمہ کہیں دیکھا نہیں تھا۔ ہمارا دوست دنیاوی تعلیم کا اچھا خاصا ماہر ہے۔ اس دنیاوی تعلیم اور آج کے ترقی یافتہ دور انٹرنیٹ کے خبط نے اسے علمائے اسلام سے دور کر رکھا ہے۔ مگر ہے مسلمان۔ انٹرنیٹ کا استعمال وہ دینی معلومات کے لئے کرتا ہے مگر ڈاکٹر شبیر احمد کی طرف سے سورہ مریم کا ترجمہ جو موصول ہوا تو ہمارے دوست کو علمائے کرام کی ضرورت پیش آئی جب بندہ سے رابطہ ہوا تو میں نے حالات سن کر کہا کہ یہ ترجمہ قادیانیت کی تبلیغ کے ضمن میں ہے اور قادیانیت کے محاذ پر جو کام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم نے کیا ہے اس سلسلے میں ان کی کتاب "تحفۂ قادیانیت" انہیں دی۔ اور مزید لٹریچر دیا' رابطہ رکھنے کو کہا مزید یہ کہ قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے مخلص دوستوں مولانا اللہ وسایا صاحب' مولانا اسماعیل شجاع آبادی صاحب سے ملاقات کرا دی اور حضرت اقدس خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی مجلس میں لے گیا اب انٹرنیٹ پر ہمارے دوست اور ڈاکٹر شبیر احمد فلوریڈا کی ٹھن گئی۔ ڈاکٹر شبیر احمد نے دنیا بھر سے انٹرنیٹ پر قادیانیت نوازوں اور قادیانیوں کو ہمارے دوست کے خلاف لگا دیا ہم نے بھی دنیا بھر سے قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والوں سے تعاون لیا تو قادیانیت بوکھلا اٹھی اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ادھر ہمارے دوستوں کو نوائے وقت گروپ سے تھا۔ ڈاکٹر شبیر احمد نوائے وقت اور فیملی میگزین پر کالم لکھ کر پاکستان کے نوجوانوں کو ورغلا رہا تھا۔ اس سلسلہ میں مجھ سمیت بہت سے دوستوں نے مجید نظامی صاحب کو ڈاکٹر شبیر احمد کے کرتوت سے آگاہ کیا اور زور دیا کہ نوائے وقت گروپ مسلمانوں کا ترجمان ہے۔ اسے قادیانیت سے پاک کیا جائے۔ بہر حال ہم نے دیکھا کہ فیملی میگزین سے ڈاکٹر شبیر

ڈاکٹر دین محمد فریدی

احمد کے مضامین بند ہو گئے۔ ہمیں خوشی ہوئی مگر ہماری خوشی اس وقت ہوا ہو گئی جب یہ دیکھا کہ ۲۴ تا ۳۰ اگست ۲۰۰۳ء کے فیملی میگزین میں ڈاکٹر شبیر احمد کا مضمون موجود تھا۔ ڈاکٹر شبیر احمد صفحہ ۳۴ پر لکھتا ہے:

"ستمبر کے بعد عالم اسلام پر جو صلیبی جنگیں مسلط کر دی گئی ہیں' ان کا تریاق یہی سوچا کہ قرآن کریم کا ترجمہ اہل مغرب کی زبان میں اس طرح پیش کیا جائے کہ ان کے دل و دماغ میں اترتا چلا جائے۔ الحمد للہ! پہلے ہی سال امریکہ' کینیڈا اور یورپ میں تقریباً گیارہ سو افراد ہماری ویب سائٹ ملاحظہ فرما کر اسلام کے بابرکت حلقے میں آ بیٹھے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔"

ڈاکٹر شبیر احمد کا بقول اس کے دل و دماغ میں اتر جانے والا ترجمہ جو کہ ہم نے ڈاکٹر شبیر احمد @ گلیکسی دستک ڈاٹ کام سے لیا ہے اس کا ترجمہ قارئین کے لئے پیش ہے اور علمائے کرام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ کس طرح اسلام کے نام پر عوام الناس کو ورغلایا جا رہا ہے اور نوائے وقت کے مجید نظامی صاحب کی دینی غیرت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر شبیر احمد کو نوائے وقت گروپ سے بلیک لسٹ کر دیں۔ ویسے آج ہی یہاں میرے ایک دوست ہیں اردو کے پروفیسر وہ بھی ڈاکٹر شبیر احمد کو پڑھتے ہیں' وہ شاکی ہیں کہ مجید نظامی کو چاہیے تھا کہ وہ ڈاکٹر شبیر احمد کو دوبارہ نہیں لاتے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نوائے وقت گروپ کی پالیسی بھی دوغلی ہو گئی ہے کہ وہ اپنے گروپ کے ذریعے بے دینی کو پھیلا رہے ہیں۔

بہر حال ہم ڈاکٹر شبیر احمد کا "دل و دماغ میں اتر جانے والا ترجمہ" انگلش سے اردو میں بلا تبصرہ منتقل کرنے کی جسارت کر کے علمائے کرام کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر یہ ترجمہ غلط ہے تو ڈاکٹر شبیر احمد کی دستک اور مجید نظامی نوائے وقت گروپ کا محاسبہ کیا جائے۔

ڈاکٹر شبیر احمد قرآن پاک کی سورہ مریم کا ترجمہ کرتے ہیں:

"نوٹ: یہ قرآن کی انیسویں سورۃ ہے' اس میں ۹۸ آیات ہیں۔ اس سورۃ کا زور اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم بالا میں قانون بناتا ہے اور اسے

کائنات میں نافذ کرتا ہے اس کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی' حمل اور بچے کی پیدائش کے لئے نر اور مادہ جرثومے کا ملنا ضروری ہے مریم عیسیٰ کی والدہ کا ذکر قرآن میں بائبل سے زیادہ دفعہ آیا ہے' بطور ایک بہترین اخلاق والی عورت کے عیسیٰ کا ذکر بطور ابن مریم کیا گیا ہے کیونکہ ان کی والدہ زیادہ مشہور ہیں اور اس لئے بھی کہ ان کے والد یوسف نجار کا انتقال کم عمری میں ہو گیا تھا۔ (آگے آیت وار ترجمہ یوں ہے):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورت ۱۹: انسانی تاریخ میں مریم پہلی عورت تھی جس نے غیر قدرتی خانقاہی نظام کے خلاف آواز اٹھائی۔ کہیعص: اللہ کریم عزت والا ہادی' بصیر' علیم' صادق۔

آیت نمبر ۱۶: اے پیغمبر! اس کتاب کے ذریعے لوگوں کو بتائیں مریم کے متعلق! اس نے زبردستی کے خانقاہی نظام کو خیر باد کہا اور مشرق کی طرف گھر با سریہ چلی گئی۔

آیت نمبر ۱۷: چونکہ اسے لوگوں سے گھلنے ملنے کی عادت نہیں تھی اس نے اکیلے رہنا پسند کیا۔ ہم نے اسے ایک خواب دکھایا گھریلو زندگی کے متعلق تاکہ وہ رہبانیت کی غیر فطری زندگی کے خلاف بغاوت کے لئے تیار ہو سکے اس نے خواب میں ایک مرد دیکھا۔

آیت نمبر ۱۸: مریم ڈر گئی اس نے مرد سے کہا خدا رحمٰن سے ڈرو!

آیت نمبر ۱۹: اس مرد نے کہا: میں یہاں صرف تمہارے آقا کی طرف سے پیغام بر ہوں اور اچھی خبر یہ ہے کہ تمہارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

آیت نمبر ۲۰: مریم نے کہا کہ میرے ہاں بچہ! کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ جبکہ کسی مرد نے مجھے چھوا تک نہیں! اور نہ ہی میں بدکردار ہوں؟

آیت نمبر ۲۱: خواب میں آنے والے شخص نے مریم سے کہا: یہ تمہارے رب کے قانون کے مطابق ہی ہوگا۔ یہ ہمارے لئے آسان ہے کہ تمہاری شادی ایک اچھے مرد سے کرا دیں' تمہارے بچے کو وحی عطا ہوگی' وہ ہماری طرف رحمت ہوگا' تمہارا رب یہ فیصلہ کر چکا ہے۔

آیت نمبر ۲۲: مریم نے خانقاہی نظام کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی شادی کو پوشیدہ رکھا جب وہ حاملہ ہوئی تو میاں بیوی لوگوں کے طعن سے بچنے کے لئے گاؤں سے دور چلے گئے۔

آیت نمبر ۲۳: اس انقلابی جوڑے کے پاس سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں تھی' وضع حمل کے وقت وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھی' وہ اپنی زندگی میں ہونے والے واقعات پر رنجیدہ اور افسردہ تھی۔

آیت نمبر ۲۴: ایک آواز آئی کہ افسردہ مت ہو! تمہارے رب نے پانی کا چشمہ نزدیک ہی نکالا ہے۔

آیت نمبر ۲۵: اور اوپر پکی ہوئی کھجوریں ہیں' درخت ہلانے سے گرتی ہیں۔

آیت نمبر ۲۶: اسے آرام کرنے اور کھانے پینے کو کہا گیا اور کسی کو اپنی حالت بتانے سے منع کیا گیا۔

آیت نمبر ۲۷: کئی سال کی تنہائی کے بعد وہ اپنے بیٹے کو لے کر اپنے لوگوں میں آئی ان لوگوں نے کہا: یہ تم نے ایک انہونا کام کیا۔

آیت نمبر ۲۸: ان لوگوں نے کہا: تم ہارون کی آل میں سے ہو اور خانقاہی قانون کے مطابق تم اس کی (ہارون کی) بہن جیسی ہو' تمہارا باپ کوئی برا آدمی نہیں تھا اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی۔

آیت نمبر ۲۹: عیسیٰ کی عمر اس وقت چند سال تھی' مریم نے اس کی طرف اشارہ کیا! لوگوں نے کہا کہ ہم اس کم عمر سے کیا بات کریں؟

آیت نمبر ۳۰: لیکن عیسیٰ بولے: میں اللہ کا غلام ہوں اس نے مجھے وحی دی اور نبی مقرر فرمایا۔

آیت نمبر ۳۱: اس نے مجھ پر رحم کیا' میں جہاں بھی ہوں' اللہ نے مجھے حکم دیا کہ دنیا میں اس کی بادشاہی قائم کروں' جیسا کہ آسمانوں میں ہے اور معاشرے میں معاشی انصاف قائم کروں۔"

ڈاکٹر شبیر احمد کا یہ ترجمہ ویب سائٹ: shabbir@glaxydastak.com پر موجود ہے' ترجمہ یہ ہے جبکہ اصل انگلش میں ہے' اردو دان طبقہ کی سہولت کے لئے مندرجہ بالا ترجمہ کیا ہے۔ اس مضمون کے ذریعہ نوائے وقت گروپ اور خاص کر مجید نظامی صاحب سے استدعا ہے کہ ڈاکٹر شبیر عوام الناس کو گمراہ کر رہا ہے اور آپ کا اخبار ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کا سہارا بنا ہوا ہے۔ نوائے وقت کی ایک تاریخ ہے آپ اسے مسخ نہ ہونے دیں۔ آپ کے اخبار میں اس کی ویب سائٹ کا پتہ شائع ہوتا ہے۔ دین سے ناواقف مسلمان انگلش زبان سے مرعوب ہو کر ویب سائٹ پر ڈاکٹر شبیر احمد سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ وہاں سے اس قسم کا انگلش ترجمہ ملتا ہے اور وہ صریح گمراہ ہوتے ہیں اور مرزائیت کی گود میں چلے جاتے ہیں۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ بندہ ایک بے علم انسان ہے' مگر علمائے دین سے رہبری حاصل کرنا میری زندگی کا حاصل ہے' ہمارا ساتھی اس کا ناطقہ بند کر چکا ہے' مگر آپ بھی اس کی خبر لیں۔ جن حضرات کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے ان سے خاص کر درخواست ہے کہ وہ اپنے طور پر اس شخص کی کفریہ تبلیغ کو روکنے کی کوشش کریں۔

☆☆..........☆☆

واقعہ معراج

فکر انسانی کے لئے ایک نیا موڑ

سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدا "سبحان الذی" سے کی گئی ہے' جس کا مطلب ہے "پاک ہے وہ ذات۔" انسانی فہم وادراک کے مطابق پاک ہونے کا جو عام مفہوم ہے وہ رب العزت کی ذات کے پاک ہونے سے بالکل مختلف ہے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقص وقصور' ضعف اور عجز سے پاک ہے' جو کام انسانی ذہن کو مشکل' کٹھن اور ناممکن نظر آتے ہیں' وہ اس کی ذات کے آگے بالکل معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

"پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے
بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد
اقصیٰ تک' جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے
تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے
نمونے' وہی ہے سننے والا' جاننے والا۔"
(سورۂ بنی اسرائیل)

جمہور سلف وخلف اور علمائے کرام کی اصطلاح میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کے زمینی سفر کو اسراء اور پھر بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کرنے کو معراج کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرب ترین بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند کی بجائے حالات بیداری میں' جسم عنصری کے ساتھ رات کے محدود حصے میں سدرۃ المنتہیٰ تک معراج کرا کے اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان' اپنے حکیمانہ نظام کے عجیب وغریب نمونے اور عظیم الشان آیات کا مشاہدہ یا نظارہ ظاہری آنکھوں سے کرایا اور پھر اسی رات کو صبح کے وقت مکہ معظمہ پہنچا دیا۔ واقعہ معراج کی نوعیت محض ایک عجیب وغریب خواب یا روحانی سیر کی نہ تھی' یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو "سبحان الذی" سے شروع فرمایا گیا ہے تاکہ وہ لوگ جو کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کو اپنے وہم اور تخمینہ کی چار دیواری تک محدود رکھنا چاہتے ہیں' وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور کم ظرفی پر غور وفکر کر کے

ابو شفقت قریشی سہام

شرمندہ ہوں۔ کفار نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا تھا کہ لو! مدعی نبوت آج ایک انہونی بات کر رہے ہیں یعنی وہ ایک رات میں اتنا طویل اور دور دراز کا سفر جسمانی اور بیداری کی حالت میں طے کر کے واپس پہنچنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ واقعہ اسراء اور معراج اگر خواب کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتا تو کفار مکہ کو حیران ہونے اور مذاق اڑانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے' جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہاں ظاہری اور باطنی بہت سی برکات رکھی گئی ہیں۔ ظاہری یا مادی برکات میں چشمے' نہریں' غلے' پھل اور ہر قسم کے میوے شامل ہیں جبکہ باطنی یا روحانی برکات سے مراد یہ ہے کہ یہ خطہ بہت سے انبیاء ورسل کا مسکن' مدفن اور ان کے فیوض وبرکات کا سرچشمہ رہا ہے۔ بیت المقدس لے جا کر وہاں سے عروج کرانے کا مقصد محقق علمائے کرام کے نزدیک یہ ہے کہ جو کمالات اور انعامات بنی اسرائیل کو عطا ہوئے تھے' وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیئے گئے۔ اس طرح مسجد اقصیٰ اور مسجد الحرام دونوں کے انوار وبرکات کی حامل ایک ہی امت "امت محمدیہ" ہو گئی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی جس سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء اور امام قبلتین ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سرکار دو جہاں کو بیت المقدس سے براق پر عالم بالا کی طرف لے گئے' وہاں مختلف طبقات سماوی میں مختلف جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا' انتہائی بلندیوں پر سیدالملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ جو عالم خلق اور رب السموٰت والارض کے درمیان حد فاصل ہے' سے کچھ آگے ایک مقام پر رک گئے اور عرض کیا کہ اگر اس مقام سے بال برابر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جاؤں گا اب آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ ہے۔ صاحب معراج جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے اور یہ الفاظ القاء ہوئے: تمام قولی' بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں' جواب آیا: سلام ہو آپ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں' امام الانبیاءؐ نے دوبارہ عرض کیا: سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر' اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ اور دوسرے ملائکہ کی آواز سنائی دی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے

اوراس کے رسول ہیں۔اس موقع پر پانچ نمازیں جن کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہوگا اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات براہ راست معراج کے تحفے کے طور پر عطا ہوئیں۔ایک تحفہ یہ بھی ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو نیکی کا ارادہ کرے نیکی نہیں کرسکے گا اس کو بھی ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔اگر عمل کرے گا تو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اگر کوئی برائی کا ارادہ کرکے برائی نہ کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جائے گا اور اگر برائی کرے گا تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔معراج کی احادیث تقریباً ۳۰ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں' جن میں اسراء اور معراج کے واقعات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔مفصل ترین روایات حضرت انسؓ بن مالکؓ حضرت مالک بن صعصعہؓ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں۔ان کے علاوہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت حذیفہ بن یمانؓ حضرت عائشہؓ اور متعدد دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی اس واقعہ کے بعض حصوں پر روشنی ڈالی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج کا واقعہ حرم شریف میں مشرکین مکہ کو سنایا تو ابوجہل نے تمسخر اڑایا اور اس خوش فہمی میں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسے تسلیم نہیں کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینا چھوڑ دیں گے' کیونکہ ایک رات کے کچھ حصے میں اتنا طویل دور دراز کا سفر طے کرکے واپس آنا ممکن بظاہر نہ تھا جبکہ عام سفر کے لئے بیت المقدس جا کر واپس آنے میں دو ماہ کا عرصہ درکار ہوتا تھا ابوجہل نے چند ساتھیوں کے ساتھ جا کر جب ابوبکر صدیقؓ کو یہ واقعہ بتایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟ اگر سرکار دو جہاںؐ نے خود فرمایا ہے تو یہ سچ ہے اور میں آپؐ سے پوچھے بغیر اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں۔یہی نہیں' میں یہ بھی تصدیق کرتا ہوں کہ آپؐ کے پاس آسمانوں سے وحی آتی رہتی ہے' اس لئے حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔صدیق اکبرؓ جب حرم پاک میں تشریف لائے تو کفار طرح طرح کے سوالات پوچھ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دے رہے تھے۔پیکر صدق و یقین حضرت ابوبکرؓ عقل و خرد کو داؤ پر لگا کر تصدیق کرتے دانشوران کفر و شرک کو محو تماشا کرتے جاتے تھے۔اس موقع پر حضور سرکار دو جہاںؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو "صدیق" کا لقب عطا فرمایا تھا۔قرآن کریم میں ہے کہ مسجد الحرام بیت اللہ شریف مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس تک کے سفر کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقرب ترین بندے اور رسول کو اپنی نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔معراج حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد بیعت عقبہ سے پہلے اور طائف کے سفر کے بعد ماہ رجب کی ستائیسویں شب کو نبوت کے بارہویں سال ہوئی تھی۔بعض کم ظرف اور تنگ نظر اہل دنیا جس واقعہ کی تصدیق کے لئے آج بھی سرگرداں نظر آتے ہیں' فراست صدیقیؓ نے چند لمحوں میں اس کی تصدیق کرکے صدیق کا لقب پالیا تھا۔آج جدید سائنسی تحقیق نے ثابت کردیا ہے کہ سرعت حرکت کے لئے کوئی حد نہیں ہے اور روشنی کی شعاع چند سیکنڈ میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔جس خالق کائنات نے محققین اور سائنسدانوں کو علم سے نوازا ہے اس کے لئے معراج کی شب نظام زمان و مکان کو معطل کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہونی چاہئے اور واقعہ معراج کی شہادت جس ہستی نے خود دی اس سے بڑھ کر صادق امین' بشیر اور نذیر کوئی اور نہیں ہوسکتا' یہی ایمان کی کسوٹی ہے اور یہی یقین کا امتحان ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: ختم نبوت

انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت دیتے نظر آتے ہیں اور قیامت سے پہلے پہلے جھوٹے مدعی نبوت' دجال اور کذاب کے فریب کو چاک کرنے کے لئے سارے انبیاء سابقین کی طرف سے اسی شہادت کو دہرانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کذابین کا قلع قمع فرمائیں گے۔اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فریضہ عائد ہوتا کہ آنے والے نبی کی بشارت دیتے' جیسا کہ پہلے انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دے کر گئے حالانکہ کہیں پر ایسا کوئی لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف تواتر کے ساتھ یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی (ظلی ہو یا اصلی) نہیں آئے گا۔

ایک طریق زندگی جو انسانی فطرت کے مطابق ہو' جامع اور کلی ہو اور ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہو اور جو مسائل کی اچھی تشخیص کرے' جسے اچھی طرح منطبق کیا جاسکے' عمل و نفاذ کے مرحلے میں ہمیشہ رہنمائی کرسکے' اور حالات کے مطابق مختلف طریقوں اور بے شمار جزئی قوانین کے لئے سرچشمہ ثابت ہوسکے یہ انسانی فطرت کا ایک عام تقاضا اور انسان کی ایک بنیادی ضرورت تھی۔دین محمدی کی تکمیل کے ذریعہ جب یہ ضرورت پوری ہوگئی تو فطرۃً وعقلاً کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔لہٰذا نبی یا نبوت کا ادعا فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔

اعجاز ختم نبوت

عبرت صدیقی

وہ کافر ہے بشر منکر ہے جو ختم نبوت کا
سنہرا باب ہے یہ "فیصلہ" تاریخ ملت کا

محمد مصطفیٰ ؐ فخرِ رسل، ختمِ رسالت ہیں
شفیع روز محشر، مالک اقلیم عظمت ہیں

بہار گلشن ہستی، ضیائے بزمِ فطرت ہیں
شہ کونین محبوب الٰہی، جان رحمت ہیں

وہ نور اولین و آخرین، فخر دو عالم ہیں
امام دین فطرت نازش اولاد آدم ہیں

انہیں کی ذاتِ اقدس ہے ہر اک آغاز کا حاصل
منور ہے انہیں کے نور سے کونین کی محفل

شہنشاہوں میں یکتا ہیں یہی اک تاج والے ہیں
نبوت ختم ہے ان پر یہی معراج والے ہیں

کوئی بھی دور آئے کم نہ ہوگا منصب عالی
وہ محبوب خدا ہیں، ہے یہ ان کا منصب عالی

سلام اعزازِ انسانی کے باعظمت پیامی پر
درود اللہ کے محبوب کی ذات گرامی پر

خدائے واحد و قدوس کا اسلام کا شیدا
مسلماں صدق دل سے ہے نبی کے نام کا شیدا

مسلماں کا عمل تاریخ کی واضح حقیقت ہے
لقب قرآن میں مذکور جس کا خیرامت ہے

کوئی طاقت دبا سکتی نہیں جوشِ عقیدت کو
ہوائے کفر چھو سکتی نہیں "شمع صداقت" کو

الہ العالمین گونجے وہی پیغام دنیا میں
نظر آئے فقط اسلام ہی اسلام دنیا میں

مسلماں پھر فضائے عالمِ امکاں پہ چھا جائے
جہاں میں ہر طرف پھر پرچم اسلام لہرائے

کبھی خطرات باطل سے مسلماں ڈر نہیں سکتا
وہ توہین نبیؐ ہرگز گوارا کر نہیں سکتا

نشاطِ دل متاعِ روح پرور اور کیا ہوگی
"پئے مومن" مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی

مئے حب حبیب کبریا کا جام ہے عبرت
مبارک "فیصلہ" یہ "فتح" کا پیغام ہے عبرت

[illegible]

لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی

مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت سید شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر 04524/212611
ملتان 514122

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلیمان منصور پوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 126 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبد اللطیف مسعود قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمود صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخر ﷺ، سیرتِ الصحابہ رضی اللہ عنہم، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے